قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران: 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

ہفتہ 2 جولائی 2022ء | 2/ذوالحجہ 1443 ہجری قمری | 2/وفا 1401 ہجری شمسی | جلد:4 | شمارہ:133

ارشادِ باری تعالیٰ

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَ کُوۡنُوۡا مَعَ الصّٰدِقِیۡنَ ﴿۱۱۹﴾

(توبہ: 119)

ترجمہ: اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور صادقوں کے ساتھ ہو جاؤ۔

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ بزرگ فرشتے گھومتے رہتے ہیں اور انہیں ذکر کی مجالس کی تلاش رہتی ہے۔ جب وہ کوئی ایسی مجلس پاتے ہیں جس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر ہو رہا ہو تو وہاں بیٹھ جاتے ہیں اور پروں سے اس کو ڈھانپ لیتے ہیں۔ ساری فضا ان کے اس سایہ برکت سے معمور ہو جاتی ہے۔ جب لوگ اس مجلس سے اٹھ جاتے ہیں تو وہ بھی آسمان کی طرف چڑھ جاتے ہیں۔ تو پھر اللہ تعالیٰ کا یہ لمبا سوال جواب ہے کہ کیا مانگتے ہیں؟ جنت مانگتے ہیں، پناہ چاہتے ہیں۔ بخشش چاہتے ہیں۔ تو پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر ان کو پتہ ہو کہ میری پناہ کیا ہے اور یہ سب کچھ، تو ان کا کیا حال ہو گا؟ اور پھر فرماتا ہے کہ اچھا اگر وہ میری بخشش چاہتے ہیں، بخشش طلب کرتے ہیں تو مَیں نے انہیں بخش دیا اور انہیں سب کچھ وہ دے دیا جو انہوں نے مجھ سے مانگا۔ تو فرشتے اس پہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے ربّ! ان میں فلاں خطا کار شخص بھی تھا۔ وہ وہاں سے گزرا اور انہیں ذکر کرتے دیکھ کر یونہی ان میں بیٹھ گیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے اس کو بھی بخش دیا۔ کیونکہ یہ ایسے لوگ ہیں جن کے پاس بیٹھنے والا بھی محروم اور بدبخت نہیں رہتا۔

(ملخص از صحیح مسلم کتاب الذکر والدعاء والتوبة والاستغفارباب فضل مجالس الذکرحدیث نمبر 4983)

فرمانِ خلیفۂ وقت

حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ ایسی گندی جگہوں پر جا کر اگر پھر کوئی کہتا ہے میں کون سا یہ کام کر رہا ہوں۔ شراب خانے میں جا کر اگر کہے کہ مَیں کون سی شراب پی رہا ہوں تو فرمایا کہ ایک دن وہ اس ماحول کے زیر اثر آ جائے گا۔ اور ہو سکتا ہے کہ پینا شروع کر دے۔ اس لئے حدیث میں بھی آیا ہے شراب کی ہر قسم کی مناہی کی گئی ہے پلانے کیلئے بھی اور بنانے والے کیلئے بھی اور کشید کرنے کیلئے بھی سب کچھ۔ کچھ سال پہلے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسی لئے فرمایا تھا کہ جو یہاں آ کے ایسے ریسٹورنٹ میں کام کرتے ہیں جہاں شراب وغیرہ بیچی جاتی ہے تو اس کام کو ختم کریں اور ملازمتوں کو چھوڑیں اور اس کا جماعت کی طرف سے بڑا اچھا رسپانس تھا اور تقریباً سب نے ہی ایسی ملازمتیں یا ایسے کاروبار چھوڑ دیئے۔ لیکن سؤر کے گوشت کھانے پر بھی قرآن شریف میں مناہی ہے۔ ابھی بھی ایسے لوگ ہیں جو ایسے ریسٹورنٹس میں کام کرتے ہیں جہاں برگر بناتے ہیں یا برگر Serve کرتے ہیں۔ تو کہتے یہی ہیں کہ ہم کون سا استعمال کر رہے ہیں لیکن جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ بعض دفعہ ایک وقت ایسا آتا ہے کہ پھر انسان ان چیزوں سے کسی نہ کسی طرح متاثر ہو جاتا ہے۔ اور یہ نہ ہو کسی دن وہ برگر استعمال بھی ہو جائے۔ اس لئے بہتر یہ ہے کہ پہلے ہی بچت کر لی جائے۔ اور ایسی نوکریوں کو چھوڑ دینا چاہئے۔ کئی ایسی جگہیں ہیں جہاں صاف ستھرا کام ہوتا ہے وہاں نوکریاں مل سکتی ہیں، ملازمتیں مل سکتی ہیں، تلاش کرنی چاہئیں۔ اللہ تعالیٰ کی خاطر چھوڑیں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ برکت پڑے گی۔ اور یہ اصلاح نفس کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔

(خطبہ جمعہ 11/ جون 2004ء بحوالہ الاسلام)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

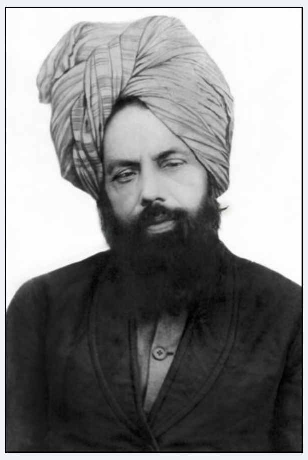

جب انسان ایک راستباز اور صادق کے پاس بیٹھتا ہے تو صدق اس میں کام کرتا ہے۔ لیکن جو راستبازوں کی صحبت کو چھوڑ کر بدوں اور شریروں کی صحبت کو اختیار کرتا ہے تو ان میں بدی اثر کرتی جاتی ہے۔ اسی لئے احادیث اور قرآن شریف میں صحبت بد سے پرہیز کرنے کی تاکید اور تہدید پائی جاتی ہے۔ اور لکھا ہے کہ جہاں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اہانت ہوتی ہو اس مجلس سے فی الفور اٹھ جاؤ۔ ورنہ جو اہانت سن کر نہیں اٹھتا اس کا شمار بھی ان میں ہی ہو گا۔ صادقوں اور راستبازوں کے پاس رہنے والا بھی ان میں ہی شریک ہوتا ہے۔ اس لئے کس قدر ضرورت ہے اس امر کی کہ انسان کُوۡنُوۡا مَعَ الصّٰدِقِیۡنَ کے پاک ارشاد پر عمل کرے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ملائکہ کو دنیا میں بھیجتا ہے وہ پاک لوگوں کی مجلس میں آتے ہیں اور جب واپس جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے کہ تم نے کیا دیکھا۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے ایک مجلس دیکھی ہے جس میں تیرا ذکر کر رہے تھے مگر ایک شخص ان میں سے نہیں تھا۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ نہیں وہ بھی ان میں ہی سے ہے کیونکہ اِنَّھُمْ قَوْمٌ لَا یَشْقٰی جَلِیْسُھُمْ۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ صادقوں کی صحبت سے کس قدر فائدے ہیں۔ سخت بدنصیب ہے وہ شخص جو صحبت سے دور ہے۔

غرض نفس مطمئنہ کی تاثیروں میں سے یہ بھی ہے کہ وہ اطمینان یافتہ لوگوں کی صحبت میں اطمینان پاتے ہیں۔ امّارہ والے میں نفس امّارہ کی تاثیریں ہوتی ہیں۔ اور لوّامہ والے میں لوّامہ کی تاثیریں ہوتی ہیں۔ اور جو شخص نفس مطمئنہ والے کی صحبت میں بیٹھتا ہے اس پر بھی اطمینان اور سکینت کے آثار ظاہر ہونے لگتے ہیں اور اندر ہی اندر اسے تسلی ملنے لگتی ہے۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 507 ایڈیشن 1988ء)

اس شمارہ میں

- ہمارا خلافت پہ ایمان ہے (منظوم)
- احکام الٰہی کی حفاظت کرو تا اللہ کو اپنے سامنے پاؤ (الحدیث)
- خطاب جلسہ سالانہ فرمودہ 02/ اگست 2019ء
- سیدہ قیصرہ ظفر ہاشمی مرحومہ کی یاد میں

دربارِ خلافت

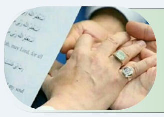

مزدوروں، یتیموں اور کمزوروں کے حقوق اور پرورش کے بارے میں اللہ کے احکام

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

مزدوروں اور یتیموں کے حق اور پرورش کے بارے میں جو اللہ تعالیٰ کے احکامات ہیں، اُن کی وضاحت کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’اگر کوئی ایسا تم میں مالدار ہو جو صحیح العقل نہ ہو مثلاً یتیم یا نابالغ ہو اور اندیشہ ہو کہ وہ اپنی حماقت سے اپنے مال کو ضائع کر دے گا تو تم (بطور کورٹ آف وارڈس کے) وہ تمام مال اُس کا متکفل کے طور پر اپنے قبضہ میں لے لو اور وہ تمام مال جس پر سلسلہ تجارت اور معیشت کا چلتا ہے ان بیوقوفوں کے حوالے مت کرو اور اس مال میں سے بقدر ضرورت اُن کے کھانے اور پہننے کے لئے دے دیا کرو اور اُن کو اچھی باتیں قولِ معروف کی کہتے رہو۔یعنی ایسی باتیں جن سے اُن کی عقل اور تمیز بڑھے اور ایک طور سے اُن کے مناسب حال اُن کی تربیت ہو جائے اور جاہل اور ناتجربہ کار نہ رہیں۔ اگر وہ تاجر کے بیٹے ہیں تو تجارت کے طریقے اُن کو سکھلاؤ اور اگر کوئی اَور پیشہ رکھتے ہوں تو اس پیشہ کے مناسبِ حال اُن کو پختہ کر دو۔غرض ساتھ ساتھ اُن کو تعلیم دیتے جاؤ اور اپنی تعلیم کا وقتاً فوقتاً امتحان بھی کرتے جاؤ کہ جو کچھ تم نے سکھلایا انہوں نے سمجھا بھی ہے یا نہیں۔ پھر جب نکاح کے لائق ہو جائیں یعنی عمر قریباً اٹھارہ برس تک پہنچ جائے اور تم دیکھو کہ اُن میں اپنے مال کے انتظام کی عقل پیدا ہو گئی ہے تو اُن کا مال اُن کے حوالہ کرو اور فضول خرچی کے طور پر اُن کا مال خرچ نہ کرو اور نہ اس خوف سے جلدی کر کے کہ اگر یہ بڑے ہو جائیں گے تو اپنا مال لے لیں گے، ان کے مال کا نقصان کرو۔ جو شخص دولتمند ہو اُس کو نہیں چاہئے کہ اُن کے مال میں سے کچھ حق الخدمت لیوے۔ لیکن ایک محتاج بطور معروف لے سکتا ہے‘‘

(اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 346-347)

فرمایا کہ:’’عرب میں مالی محافظوں کے لئے یہ طریق معروف تھا کہ اگر یتیموں کے کار پرداز اُن کے مال میں سے لینا چاہتے تو حتی الوسع یہ قاعدہ جاری رکھتے کہ جو کچھ یتیم کے مال کو تجارت سے فائدہ ہوتا اُس میں سے آپ بھی لیتے۔ رأس المال کو تباہ نہ کرتے۔سو اسی عادت کی طرف اشارہ ہے کہ تم بھی ایسا کرو۔ اور پھر فرمایا کہ جب تم یتیموں کو مال واپس کرنے لگو تو گواہوں کے رُوبرو اُن کو اُن کا مال دو اور جو شخص فوت ہونے لگے اور بچے اُس کے ضعیف اور صغیر السِنّ ہوں تو اُس کو نہیں چاہئے کہ کوئی ایسی وصیت کرے کہ جس میں بچوں کی حق تلفی ہو۔ جو لوگ ایسے طور سے یتیم کا مال کھاتے ہیں جس سے یتیم پر ظلم ہو جائے تو وہ مال نہیں بلکہ آگ کھاتے ہیں اور آخر جلانے والی آگ میں ڈالے جائیں گے‘‘

(اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 346-347)

فرمایا:’’اب دیکھو خدا تعالیٰ نے دیانت اور امانت کے کس قدر پہلو بتلائے۔سو حقیقی دیانت اور امانت وہی ہے جو ان تمام پہلوؤں کے لحاظ سے ہو اور اگر پوری عقل مندی کو دخل دے کر امانتداری میں تمام پہلوؤں کا لحاظ نہ ہو تو ایسی دیانت اور امانت کئی طور سے چھپی ہوئی خیانتیں اپنے ہمراہ رکھے گی‘‘

(اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 346-347)

اگر امانتداری میں تمام پہلوؤں کا لحاظ نہیں رکھا گیا تو پھر اس میں چھپی ہوئی خیانت بھی آ جائے گی۔ پس بہت محتاط ہو کر یہ حق ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ جب تقویٰ کے بارے میں بار بار تلقین فرماتا ہے تو اس لئے کہ اپنے جائزے لو اور دیکھو کہ کمزوروں کے حق ادا ہو رہے ہیں یا نہیں ہو رہے۔ امانت اور دیانت کے معیاروں کو پرکھتے رہو۔ یہ نہ ہو کہ ان کے نیچے چھپی ہوئی خیانتیں ہوں جو آگ کے گولے پیٹ میں بھرنے کا باعث بن جائیں۔ پھر خدا تعالیٰ یہ حکم فرماتا ہے کہ وَاَوۡفُوا الۡکَیۡلَ وَالۡمِیۡزَانَ بِالۡقِسۡطِ (الانعام:153) اور انصاف کے ساتھ ماپ اور تول پورے پورے دو۔ یہاں اب عمومی طور پر اپنے کاروباروں کو انصاف اور ایمانداری کے تقاضے پورے کرتے ہوئے ادا کرنے کا حکم ہے۔ پہلے یتیموں اور کمزوروں کا حق قائم کیا اور ایمانداری سے اُن کا حق ادا کرنے کا حکم دیا تو اب آپس کے کاروباروں کو صفائی اور ایمانداری سے بجا لانے کا حکم ہے۔ کسی قسم کا دھوکہ نہیں ہونا چاہئے۔ اگر دوسرا فریق لاعلم ہے تب بھی دھوکہ نہ ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم کوئی جِنس بیچ رہے ہو تو اگر جنس میں کسی قسم کی کمی ہے تو اُس کو سامنے رکھو تا کہ خریدار کو پتہ ہو کہ جو مال میں خرید رہا ہوں، اُس میں یہ نقص ہے۔

(سنن ابن ماجہ کتاب التجارات باب من باع عیبا فلیبینہ حدیث 2246)

(خطبہ جمعہ 2/ اگست 2013ء بحوالہ الاسلام)

ہمارا خلافت پہ ایمان ہے

ہمارا خلافت پہ ایمان ہے
یہ ملّت کی تنظیم کی جان ہے
اسی سے ہر اِک مشکل آسان ہے
گریزاں ہے اِس سے جو نادان ہے
ہیں دانا تو سَو جاں سے اِس پر نثار

رہیں گے خلافت سے وابستہ ہم
جماعت کا قائم ہے اِس سے بھرم
نہ ہو گا کبھی اپنا اِخلاص کم
بڑھے گا اِسی سے ہمارا قدم
خلافت ہے اِک عافیت کا حصار

خلافت سے زیرِ نگیں ہو جہاں
خلافت سے ملّت ہمیشہ جواں
خلافت سے اسلام ہے کامراں
خلافت کا اونچا ہے ہر دم نشاں
خلافت کی ہیں برکتیں بے شمار

خلافت کا جب تک رہے گا قیام
نہ کمزور ہو گا ہمارا نظام
خلافت کا جس کو نہیں احترام
زمانے میں ہو گا نہ وہ شادکام
خلافت سے ہی ہوں گے ہم کامگار

خلافت سے زندہ دلوں میں خدا
خلافت غریبوں کا ہے آسرا
نہ کیوں جان و دل سے ہوں اِس پر فدا
اِسی کے ہے دم سے ہماری بقا
خلافت کا حامی ہے پروردگار

خلافت سے اپنی ہے سب آبرو
ہے دھاک اپنی بیٹھی ہوئی چار سُو
بغیر اِس کے باقی رہوں میں نہ تُو
خلافت سے ہے گرم اپنا لہو
اِسی سے ہیں تسنیم! ہم ہوشیار

میر اللہ بخش تسنیم

اداریہ

احکام الٰہی کی حفاظت کرو تا اللہ کو اپنے سامنے پاؤ (الحدیث)

مؤرخہ 25 مئی 2022ء کے الفضل آن لائن میں فرمان رسولؐ میں جو حدیث درج ہے وہ یوں ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (سواری پر) پیچھے تھا، آپ نے فرمایا: اے لڑکے! میں تمہیں چند کلمات سکھاتا ہوں، (اللہ تمہاری حفاظت فرمائے اور تم اللہ کے احکام کی حفاظت کرو)، اگر تم اللہ کے احکامات کی حفاظت کروگے تو تم اسے اپنے سامنے پاؤ گے۔ پس جب تم کوئی چیز مانگو تو صرف اللہ سے اور جب مدد چاہو تو صرف اللہ سے۔ یہ بات سمجھ لو کہ اگر ساری امت بھی جمع ہو کر تمہیں کچھ نفع پہنچانا چاہے تو وہ تمہیں اس سے زیادہ کچھ بھی نفع نہیں پہنچا سکتی جو اللہ نے تمہارے لیے لکھ دیا ہے اور اگر تمام امت تمہیں کچھ نقصان پہنچانے پر اتفاق کر لے تو اس سے زیادہ کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتی جو اللہ نے تمہارے لیے لکھ دیا ہے۔ قلم اٹھا لیے گئے ہیں اور صحیفے خشک ہو گئے ہیں۔

(ترمذی کتاب صفۃ القیامۃ والرقائق والورع باب ماجاء فی صفۃ أوانی الحوض)

اس ارشاد نبویؐ میں درج ذیل امور بیان ہوئے ہیں۔

1. جو احکام الٰہی کی حفاظت کرے گا اس کی اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائے گا۔
2. جو اللہ کے احکام کی حفاظت کرے گا تو وہ اللہ کو اپنے سامنے پائے گا۔
3. تم جو چیز بھی مانگو تو اپنے اللہ سے مانگو۔ مدد بھی اُسی سے چاہو۔
4. اللہ کے مقرر کردہ نفع سے بڑھ کر کوئی (اللہ سے) زیادہ نفع نہیں پہنچا سکتا۔
5. جو نقصان اللہ نے کسی کے لئے لکھ رکھا ہے اس سے بڑھ کر کوئی شخص کسی کو نقصان نہیں پہنچا سکتا۔
6. اور آخری بات ان الفاظ میں بیان ہوئی ہے کہ ’’قلم اٹھا لئے گئے ہیں اور صحیفے خشک ہو گئے ہیں‘‘ ان الفاظ میں خدا کی تقدیر کا مضمون بیان ہوا ہے کہ اب کوئی نیا قانون، نیا صحیفہ نہیں آئے گا اور یہ کہ قرآن خاتم الکتاب ہے اور اللہ نے یہ فیصلہ کر رکھا ہے کہ کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغۡلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیۡ کہ یہ اللہ کی تقدیر ہے کہ وہ اور اس کا رسول لازماً غالب آئیں گے۔

ان چھ امور میں سے تین کا تعلق اللہ کے دیئے گئے احکام سے ہے اور تین کا تعلق اللہ تعالیٰ سے براہ راست ہے اور اس دوسرے نمبر پر بیان امور کو خاکسار نے پہلے امر پر فوقیت رکھتے ہوئے بھی دوسرے نمبر پر عمداً درج کیا ہے۔ کیونکہ اللہ کی پہچان، اس کی عبادت کرنے، اس کو یکتا جاننے، اس کی طرف جھکنے، سجدہ کرنے، اس سے مانگنے وغیرہ وغیرہ کا حکم احکام الٰہی سے ہی ملتا ہے۔ جیسا کہ اس حدیث میں بھی احکام الٰہی کی حفاظت کا ذکر پہلے کیا گیا ہے اور ساتھ ہی حضورؐ نے فرمایا اگر ایسا کرو گے تو اللہ کو اپنے سامنے پاؤ گے۔ گویا خدا کو دیکھنے اور پانے کا پہلا ذریعہ احکام الٰہی پر عمل کرنا ہے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ

• میں تم میں دو چیزیں ایسی چھوڑے جاتا ہوں کہ جب تک تم ان پر عمل پیرا ہو گے کبھی ناکام و نامراد نہ ہو گے اور وہ کتاب اللہ یعنی اللہ کی کتاب اور سنۃ رسولہ یعنی اس کے رسول کی سنت ہے۔

(الموطا)

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تو قرآن پر عمل کرنے والے کے والدین کو بھی ثواب کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔

• جس شخص نے قرآن پڑھا اور اس پر عمل کیا تو اس کے ماں باپ کو قیامت کے روز دو تاج پہنائے جائیں گے جن کی روشنی سورج کی چمک سے بھی زیادہ ہو گی۔ (ابوداؤد)

• قرآن پڑھنے اور اس پر عمل کرنے والے کے لئے قیامت کے روز قرآن شفاعت کرے گا۔ (مسلم)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

’’جو شخص قرآن کے سات سو حکم میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے اپنے پر بند کرتا ہے۔‘‘

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 26)

پھر فرماتے ہیں۔

’’جو شخص ان سب حکموں میں سے ایک کو بھی ٹالتا ہے میں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ عدالت کے دن مواخذہ کے لائق ہو گا۔‘‘

(ازالہ اوہام حصہ دوم، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 548)

ایک اور موقع پر فرماتے ہیں۔

’’قرآن شریف میں اول سے آخر تک اوامر و نواہی اور احکام الٰہی کی تفصیل موجود ہے اور کئی سو شاخیں مختلف قسم کے احکام کی بیان کی ہیں۔‘‘

(ملفوظات جلد4 صفحہ655)

ادارہ الفضل آن لائن نے اپنے قارئین کے لئے قرآنی احکام کی اشاعت کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے اور اس کی 40 اقساط شائع ہو چکی ہیں۔ ہر قسط ہی ’’مقبول ترین‘‘ کی کیٹیگری میں اپنی جگہ بناتی رہی۔ یہ اس عشق کی وجہ سے تھی جو قارئین الفضل خاتم الکتاب القرآن الحکیم سے رکھتے ہیں۔ ان اقساط میں بوجوہ وقتی تعطل واقع ہوا تو بہت سے قارئین کے فونز اور میسجز کے ذریعہ اس کو دوبارہ جاری کرنے کی درخواستیں موصول ہوتی رہیں۔ اس کو اب دوبارہ جاری کر دیا گیا ہے اور ہر بدھ کو اس کی قسط الفضل کی زینت بن رہی ہے۔ ان اقساط کا مقصد محض یہ ہے کہ الفضل کے قارئین اپنے آپ کو احکام خداوندی سے مزیّن کریں۔ تا ان پر نجات کا دروازہ کھلا رہے اور عدالت کے دن مواخذہ نہ ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

’’• تمہارے لئے ایک ضروری تعلیم یہ ہے کہ قرآن شریف کو مہجور کی طرح نہ چھوڑ دو کہ تمہاری اسی میں زندگی ہے جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے جو لوگ ہر ایک حدیث اور ہر ایک قول پر قرآن کو مقدم رکھیں گے اُن کو آسمان پر مقدم رکھا جائے گا۔ بنی نوع انسان کے لئے روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن۔ اور تمام آدم زادوں کے لئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سو تم کوشش کرو کہ سچی محبت اس جاہ و جلال کے نبی کے ساتھ رکھو اور اس کے غیر کو اس پر کسی نوع کی بڑائی مت دو تا آسمان پر تم نجات یافتہ لکھے جاؤ اور یاد رکھو کہ نجات وہ چیز نہیں جو مرنے کے بعد ظاہر ہو گی بلکہ حقیقی نجات وہ ہے کہ اسی دنیا میں اپنی روشنی دکھلاتی ہے۔‘‘

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 13-14)

’’• سب کتابیں چھوڑ دو اور رات دن کتاب اللہ ہی کو پڑھو۔ بڑا بے ایمان ہے وہ شخص جو قرآن کریم کی طرف التفات نہ کرے اور دوسری کتابوں پر ہی رات دن جھکا رہے۔ ہماری جماعت کو چاہئے کہ قرآن کریم کے شغل اور تدبر میں جان و دل سے مصروف ہو جائیں اور حدیثوں کے شغل کو ترک کریں۔ بڑے تاسف کا مقام ہے کہ قرآن کریم کا وہ اعتناء اور تدارس نہیں کیا جاتا جو احادیث کا کیا جاتا ہے۔ اس وقت قرآن کریم کا حربہ ہاتھ میں لو تو تمہاری فتح ہے۔ اس نور کے آگے کوئی ظلمت ٹھہر نہ سکے گی۔‘‘

(ملفوظات جلد اول ایڈیشن 1988ء صفحہ 386)

’’• قرآن شریف پر تدبر کرو اس میں سب کچھ ہے۔ نیکیوں اور بدیوں کی تفصیل ہے اور آئندہ زمانہ کی خبریں ہیں وغیرہ۔ بخوبی سمجھ لو کہ یہ وہ مذہب پیش کرتا ہے جس پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا کیونکہ اس کے برکات اور ثمرات تازہ بہ تازہ ملتے ہیں۔ انجیل میں مذہب کو کامل طور پر بیان نہیں کیا گیا۔ اُس کی تعلیم اُس زمانہ کے حسب حال ہو تو ہو لیکن وہ ہمیشہ اور ہر حالت کے موافق ہرگز نہیں۔ یہ فخر قرآن مجید ہی کو ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں ہر مرض کا علاج بتایا ہے اور تمام قویٰ کی تربیت فرمائی ہے اور جو بدی ظاہر کی ہے اس کے دُور کرنے کا طریق بھی بتایا ہے اس لئے قرآن مجید کی تلاوت کرتے رہو اور دعا کرتے رہو اور اپنے چال چلن کو اس تعلیم کے ماتحت رکھنے کی کوشش کرو۔‘‘

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 102 ایڈیشن 1988ء)

احکام الٰہی پر عمل کرنے کے صحابہ رسولؐ اس قدر مشتاق تھے کہ بعض صحابہؓ نے احکام خداوندی کی فہرستیں تیار کر رکھی تھیں۔ تا ان پر عمل ہو سکے۔ یہی کیفیت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہؓ کی تھی۔ حضرت حکیم مولانا نور الدین خلیفۃ المسیح الاولؓ کے متعلق ذکر ہے کہ آپؓ نے اپنے زیر استعمال قرآن پر احکام خداوندی کی نشان دہی کر رکھی تھی۔

ایک روایت ہے کہ ایک مہاجر صحابیؓ نے قرآنی حکام کی فہرست تیار کر رکھی تھی اور اُن کی کوشش رہتی کہ کوئی ایسا حکم قرآن کا نہ رہ جائے جس پر وہ عمل پیرا نہ ہوں۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ قرآنی حکم ’’اگر تمہیں کہا جائے کہ لوٹ جاؤ تو لوٹ آیا کرو‘‘ پر تعمیل کی غرض سے میں ساری عمر کوشاں رہا۔ مدینہ کے ہر گھر کا دروازہ کھٹکھٹایا کہ کوئی مجھے کہہ دے کہ میں اس وقت ملاقات نہیں کرنا چاہتا تم واپس لوٹ جاؤ تو میں واپس لوٹ آؤں۔ مگر مجھے ایسی آواز سنائی نہ دی۔ اور یہ حکم بغیر عمل کے رہ گیا۔

(جامع البیان فی تفسیر القرآن از ابو جعفر محمد بن جریر الطبری جلد 18 زیر آیت سورۃ النور:28)

(700 احکام خداوندی صفحہ 37)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بیان فرماتے ہیں۔

’’انسان کو ہمیشہ یہ کوشش کرنی چاہئے کہ میرا مقصد اور میرا کام صرف یہ ہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے اس کے احکامات پر عمل کرنا ہے اور اس کے بے شمار احکامات ہیں۔ ایک درجے کا آپ کو کس طرح پتہ چل سکتا ہے؟ پہلے قرآن کریم سے تلاش کریں۔ قرآن کریم کے 700 حکم ہیں یا بعض جگہ پر 1200 بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے۔ تو کیا ان 700 یا 1200 حکموں پر عمل کر لیا ہے؟ کیا ان کی تلاش کر لی ہے؟ جب ان حکموں کی تلاش کر لی ہے اور ان پر عمل کر لیا ہے تو پھر اگلی بات آپ کریں کہ کیا اب میں کوئی اور درجہ دیکھوں گا تو پھر خدا تعالیٰ خود وہ درجہ عطا فرماتا ہے۔ انسان کی کوششوں سے عطا نہیں ہوتا۔ اس لئے ایک مومن کا کام یہ ہے کہ۔۔۔۔ اس کے حکموں پر عمل کرنے کی کوشش کرے۔‘‘

(الفضل آن لائن 28 جولائی 2021ء)

قرآن کو یاد رکھنا پاک اعتقاد رکھنا
فکر معاد رکھنا پاس اپنے زاد رکھنا
اکسیر ہے پیارے صدق و سداد رکھنا
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

(ابوسعید)

خطاب جلسہ سالانہ

افتتاحی خطاب سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز برموقع جلسہ سالانہ برطانیہ فرمودہ 02/ اگست 2019ء بروز جمعۃ المبارک بمقام حدیقۃ المہدی (جلسہ گاہ) آلٹن ہمپشئر۔یوکے

’’میں چاہتا ہوں کہ عملی سچائی کے ذریعہ اسلام کی خوبی دنیا پر ظاہر ہو جیسا کہ خدا نے مجھے اس کام کے لیے مامور کیا ہے‘‘ (حضرت مسیح موعودؑ)

حقیقی فائدہ ان تین دنوں کے جلسوں کا تبھی ہے جب ہمارا ایمان صیقل ہو

’’میرے ساتھ تعلق پیدا کرتے ہو تو میری اغراض و مقاصد کو پورا کرو‘‘

’’بغیر عمل کے ہمارے ایمان لانے کے دعوے کھوکھلے ہیں‘‘

’’کوشش کرو کہ جب اس سلسلہ میں داخل ہوئے ہو تو نیک بنو، متقی بنو، ہر ایک بدی سے بچو، یہ وقت دعاؤں سے گزارو۔ رات اور دن تضرع میں لگے رہو، جب ابتلا کا وقت ہوتا ہے تو خدا تعالیٰ کا غضب بھی بھڑکا ہوا ہوتا ہے۔ ایسے وقت میں دعا، تضرع، صدقہ، خیرات کرو۔ زبانوں کو نرم رکھو۔ استغفار کو اپنا معمول بناؤ۔ نمازوں میں دعائیں کرو‘‘

’’خدا تعالیٰ صرف قول سے راضی نہیں ہوتا‘‘

’’عمل صالح اسے کہتے ہیں جس میں ایک ذرہ بھر فساد نہ ہو... عمل صالح وہ ہے جس میں ظلم، عجب، ریاء، تکبر اور حقوق انسانی کے تلف کرنے کا خیال تک نہ ہو‘‘

ہم قرآن شریف کو جیسا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وہ سراسر نور، حکمت اور معرفت ہے دکھانا چاہتے ہیں اور وہ کوشش کرتے ہیں کہ قرآن شریف کو ایک معمولی قصے سے بڑھ کر وقعت نہ دیں

خدا کا دامن پکڑنے والا ہرگز محتاج نہیں ہوتا۔ اس پر کبھی بُرے دن نہیں آسکتے

أَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ﴿۱﴾

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۲﴾ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ﴿۳﴾ مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ ﴿۴﴾ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ ﴿۵﴾

اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ﴿۶﴾ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ ۬ۙ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ وَ لَا الضَّآلِّیۡنَ ﴿۷﴾

رَبَّنَاۤ اِنَّنَا سَمِعۡنَا مُنَادِیًا یُّنَادِیۡ لِلۡاِیۡمَانِ اَنۡ اٰمِنُوۡا بِرَبِّکُمۡ فَاٰمَنَّا ٭ۖ رَبَّنَا فَاغۡفِرۡ لَنَا ذُنُوۡبَنَا وَ کَفِّرۡ عَنَّا سَیِّاٰتِنَا وَ تَوَفَّنَا مَعَ الۡاَبۡرَارِ (آل عمران:194)

اس آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ اے ہمارے ربّ! ہم نے یقیناً ایک ایسے پکارنے والے کی آواز جو ایمان دینے کے لیے بلاتا ہے اور کہتا ہے کہ اپنے ربّ پر ایمان لاؤ سنی ہے۔ پس ہم ایمان لے آئے اس لیے اے ہمارے ربّ! تُو ہمارے قصور معاف کر اور ہماری بدیاں ہم سے مٹا دے اور ہمیں نیکوں کے ساتھ ملا کر وفات دے۔

آج ہمارا یہاں جمع ہونا اس لیے ہے کہ ہم اس بات کا اعلان اور اظہار کریں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل اور احسان سے ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامِ صادقؑ کو ماننے کی توفیق عطا فرمائی ہے جس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات کی طرف ہماری رہ نمائی فرمائی ہے۔ جس نے ہمیں کھول کھول کر بتایا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے احکامات پر عمل سے ہی ہماری دنیا اور عاقبت سنور سکتے ہیں۔ بغیر عمل کے ہمارے ایمان لانے کے دعوے کھوکھلے ہیں۔ زمانے کے امام مسیح موعود اور مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے واضح کیا کہ بیعت میں آنے کے بعد اپنی حالتوں کو بدلنے اور اس حالت میں لانے کی ضرورت ہے جس کا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے حکم دیا ہے ورنہ یہ اعلان بے معنی ہے کہ رَبَّنَاۤ اِنَّنَا سَمِعۡنَا مُنَادِیًا یُّنَادِیۡ لِلۡاِیۡمَانِ اَنۡ اٰمِنُوۡا بِرَبِّکُمۡ فَاٰمَنَّا اے ہمارے ربّ! ہم نے یقیناً ایک ایسے پکارنے والے کی آواز جو ایمان دینے کے لیے بلاتا ہے اور کہتا ہے کہ اپنے ربّ پر ایمان لاؤ سنی ہے پس ہم ایمان لے آئے۔ یقیناً اگر ہمارے عمل اس تعلیم کے مطابق نہیں جو ہمیں بتائی گئی ہے تو ہمارا یہ اعلان کہ ہم ایمان لے آئے ہیں بالکل کھوکھلا اعلان ہے۔ پس حقیقی ایمان لانے اور ایمان کو مضبوط کرنے کے لیے ضروری ہے کہ ہم اپنے جائزے لیں کہ ہمارے ایمان کے کیا معیار ہیں، یہ دیکھیں کہ ایمان لانے کے بعد ہمارے ایمان اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے معیار کے مطابق ہیں یا نہیں۔ کہیں ہم اللہ تعالیٰ کے اس دوسرے فرمان کے نیچے تو نہیں آ رہے جہاں دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ قَالَتِ الۡاَعۡرَابُ اٰمَنَّا ؕ قُلۡ لَّمۡ تُؤۡمِنُوۡا وَ لٰکِنۡ قُوۡلُوۡۤا اَسۡلَمۡنَا وَ لَمَّا یَدۡخُلِ الۡاِیۡمَانُ فِیۡ قُلُوۡبِکُمۡ ؕ وَ اِنۡ تُطِیۡعُوا اللّٰہَ وَ رَسُوۡلَہٗ لَا یَلِتۡکُمۡ مِّنۡ اَعۡمَالِکُمۡ شَیۡئًا ؕ اِنَّ اللّٰہَ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ (الحجرات:15) یعنی اعراب کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے۔ تُو ان سے کہہ دے کہ تم حقیقتاً ایمان نہیں لائے لیکن تم یہ کہا کرو کہ ہم نے ظاہری طور پر فرمانبرداری قبول کر لی ہے کیونکہ اے اعراب! ابھی ایمان تمہارے دلوں میں حقیقتاً داخل نہیں ہوا اور اے مومنو! اگر تم اللہ اور اس کے رسول کی سچی اطاعت کرو گے تو وہ تمہارے اعمال میں سے کوئی عمل بھی ضائع نہیں ہونے دے گا۔ اللہ بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

پس یہ بڑے غور اور فکر کا مقام ہے۔ اگر ہمارے عمل نہیں ہیں تو ہماری حالت اُن اَن پڑھوں اور جاہلوں والی ہے جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے کہ وہ ایمان نہیں لائے۔ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے غلامِ صادق کی ظاہری طور پر فرمانبرداری تو کر رہے ہیں لیکن حقیقی ایمان، ایمانی کیفیت جو ہے اس سے ابھی بہت دور ہیں۔ پس ہمیں اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے اور حقیقی ایمان کی حالت پیدا کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے معیاروں کو تلاش کرنے کی ضرورت ہے، یہ دیکھنے کی

ضرورت ہے کہ کیا ہم نے اپنے اندر وہ حالتیں پیدا کر لی ہیں جو ایک مومن کے لیے ضروری ہیں؟ کیا ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماننے کے بعد آپ علیہ السلام کی بیعت کا حق ادا کرنے والے ہیں؟ وہ کیا معیار ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمارے سامنے رکھے ہیں بلکہ کہنا چاہیے کہ ایمان کی حالت پیدا کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے کیا معیار ایک مومن کے لیے بتائے ہیں، وہ کیا معیار ہیں جن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا ہے اور اپنے ماننے والوں میں قائم فرمایا اور جن کی تجدید اور دنیا میں دوبارہ قائم کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھیجا اور انہوں نے پھر کھول کر یہ معیار ہمارے سامنے رکھے تا کہ ہم اپنی ایمان کی حالت کا اندازہ کر سکیں۔ پس یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں زمانے کے امام کی فرمانبرداری میں لے آیا، آپؑ کو ماننے کی توفیق عطا فرمائی۔ پس اس خوش قسمتی پر ہمیں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہونا چاہیے کہ ایمان کی حقیقی حالتوں کی نشان دہی کرنے اور توجہ دلانے کے لیے اپنے فرستادے کا ہمارے زمانے میں انتظام فرمایا اور پھر اپنی خاص تائیدات سے یہ انتظام بھی فرما دیا کہ علاوہ اَور بہت سارے موقعوں کے ایسے مواقع پیدا فرما دیے جن میں ہم تین دن کے لیے اپنے ایمان کی حالت کو بہتر کرنے کی کوشش کریں۔

پس حقیقی فائدہ ان تین دن کے جلسوں کا تبھی ہے جب ہمارا ایمان صیقل ہو اور جب ہم اپنے ایمان کو صیقل اور مضبوط کرنے کے لیے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رہنمائی کے مطابق عمل کرنے کی کوشش کریں اور اُن توقّعات پر پورا اتریں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہم سے کی ہیں۔ آپ علیہ السلام نے مختلف مواقع پر جو رہنمائی فرمائی ہے، جو معیار ہماری ایمانی حالتوں کے آپؑ ہم سے چاہتے ہیں اور جن کی بار بار آپؑ نے تلقین فرمائی ہے ان میں سے کچھ کا مَیں آج آپ کے سامنے ذکر کروں گا۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم نے تسلیم تو کر لیا، یہ مان لیا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات واحد و یگانہ ہے اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور آپؐ کے بعد اب کوئی اَور شریعت لانے والا نبی نہیں آئے گا اور پھر مسیح موعود علیہ السلام، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں تجدیدِ دین کے لیے بھیجے گئے ہیں لیکن اگر ہمارے عمل اس شریعت کے مطابق نہیں تو پھر ایمان کی حالت پیدا نہیں ہوئی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک موقع پر فرمایا کہ

حقیقی ایمان پیدا کرنے کے لیے تقویٰ ضروری ہے کیونکہ اس کے بغیر ایمان کامل ہو ہی نہیں سکتا بلکہ ایمان شروع ہی نہیں ہو سکتا۔ تقویٰ و طہارت ہی وہ جڑ ہے جس سے ایمان شروع ہوتا ہے۔ اس جڑ کو مضبوطی ہی تقویٰ سے ملتی ہے۔ اس کو پانی اور خوراک تقویٰ سے ہی ملتا ہے اور پھر انسان ایمان میں بڑھتا ہے۔ وہ پرانی بیماریوں اور ناپاکیوں سے دھویا جاتا ہے۔ اَسۡلَمۡنَا سے نکل کر اٰمَنَّا میں داخل ہوتا ہے۔ چنانچہ اس بات کو بیان فرماتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ

’’اصل تقویٰ جس سے انسان دھویا جاتا ہے اور صاف ہوتا ہے اور جس کے لیے انبیاء آتے ہیں وہ دنیا سے اٹھ گیا ہے۔ کوئی ہو گا جو قَدۡ اَفۡلَحَ مَنۡ زَکّٰھَا (الشّمس:10) کا مصداق ہو گا۔ پاکیزگی اور طہارت عمدہ شَے ہے۔ انسان پاک اور مطہر ہو تو فرشتے اس سے مصافحہ کرتے ہیں۔ لوگوں میں اس کی قدر نہیں ہے ورنہ ان کی لذّات کی ہر ایک شَے حلال ذرائع سے ان کو ملے۔ چور چوری کرتا ہے۔‘‘ جو بھی آپ چاہتے ہیں حلال ذرائع سے ہر چیز مل سکتی ہے اگر تقویٰ ہو۔ فرمایا کہ ’’چور چوری کرتا ہے کہ مال ملے لیکن اگر وہ صبر کرے تو خدا تعالیٰ اسے اَور راہ سے مال دار کر دے گا۔ اسی طرح زانی زنا کرتا ہے۔ اگر صبر کرے تو خدا تعالیٰ اس کی خواہش کو اَور راہ سے پوری کر دے جس میں اس کی رضا حاصل ہو۔‘‘ آپؑ فرماتے ہیں کہ ’’حدیث میں ہے کہ کوئی چور چوری نہیں کرتا مگر اس حالت میں کہ وہ مومن نہیں ہوتا اور کوئی زانی زنا نہیں کرتا مگر اس حالت میں کہ وہ مومن نہیں ہوتا۔‘‘ یعنی اگر ایمان ہے تو یہ حرکتیں ہو ہی نہیں سکتیں۔ کیونکہ ایمان ہو، اللہ تعالیٰ کی ذات پر حقیقی ایمان ہو، تقویٰ ہو تو ان برائیوں کے قریب بھی انسان نہیں جا سکتا۔ فرماتے ہیں کہ ’’جیسے بکری کے سر پر شیر کھڑا ہو تو وہ گھاس بھی نہیں کھا سکتی تو بکری جتنا ایمان بھی لوگوں کا نہیں ہے؟ اصل جڑ اور مقصود تقویٰ ہے جسے وہ عطا ہو تو سب کچھ پا سکتا ہے۔ بغیر اس کے ممکن نہیں ہے کہ انسان صغائر اور کبائر سے بچ سکے۔‘‘ چھوٹے اور بڑے گناہوں سے بچ سکے۔ فرمایا کہ ’’انسانی حکومتوں کے احکام گناہوں سے نہیں بچا سکتے۔‘‘ حکومتیں قانون بناتی ہیں، حکم دیتی ہیں یہ گناہوں سے نہیں بچا سکتیں۔ کیوں؟ فرمایا ’’حکام ساتھ ساتھ تو نہیں پھرتے کہ ان کو خوف رہے۔ انسان اپنے آپ کو اکیلا خیال کر کے گناہ کرتا ہے ورنہ وہ کبھی نہ کرے اور جب وہ اپنے آپ کو اکیلا سمجھتا ہے اس وقت وہ دہریہ ہوتا ہے۔‘‘ اگر یہ خیال ہو کہ مجھے کوئی دیکھ نہیں رہا۔ اگر اللہ تعالیٰ پر ایمان ہو تو یہ خیال ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ اللہ تعالیٰ تو ہر وقت دیکھ رہا ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ جب یہ خیال پیدا ہوا کہ مجھے کوئی نہیں دیکھ رہا اس کا مطلب کہ اللہ تعالیٰ کی ذات سے ایمان اٹھ گیا اور جب ایمان اللہ تعالیٰ کی ذات پر نہیں رہا، یہ خیال پیدا ہوا کہ مجھے کوئی نہیں دیکھ رہا اور اللہ تعالیٰ کی پروا نہیں تو پھر یہ دہریوں والی حرکت ہے، خدا پر یقین نہ ہونے والی حرکت ہے۔ اور فرمایا ’’اور یہ خیال نہیں کرتا کہ میرا خدا میرے ساتھ ہے وہ مجھے دیکھتا ہے ورنہ اگر وہ یہ سمجھتا تو کبھی گناہ نہ کرتا۔‘‘ فرماتے ہیں ’’تقویٰ سے سب شَے ہے۔ قرآن نے ابتدا اسی سے کی ہے اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ (الفاتحہ:5) سے مراد بھی تقویٰ ہے کہ انسان اگرچہ عمل کرتا ہے مگر خوف سے جرأت نہیں کرتا کہ اُسے اپنی طرف منسوب کرے اور اُسے خدا کی استعانت سے خیال کرتا ہے اور پھر اسی سے آئندہ کے لیے استعانت طلب کرتا ہے۔‘‘ عبادت بھی اللہ تعالیٰ کے فضل کے بغیر نہیں ہو سکتی اور اس عبادت کرنے کے لیے بھی اللہ تعالیٰ کی مدد ہی انسان طلب کرتا ہے اس لیے یہ دعا سکھائی گئی ہے اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ۔ پھر فرمایا ’’پھر دوسری سورت بھی ھُدًی لِّلۡمُتَّقِیۡنَ سے شروع ہوتی ہے۔ نماز، روزہ، زکوٰۃ وغیرہ سب اسی وقت قبول ہوتا ہے جب انسان متقی ہو۔ اس وقت خدا تمام داعی گناہ کے اٹھا دیتا ہے۔‘‘ جب انسان میں تقویٰ ہوتا ہے تو وہ تمام ذرائع جو گناہ کی طرف لے جانے والے ہیں ان کو اللہ تعالیٰ ختم کر دیتا ہے اور فرمایا کہ ’’بیوی کی ضرورت ہو تو بیوی دیتا ہے۔ دوا کی ضرورت ہو تو دوا دیتا ہے۔ جس شَے کی حاجت ہو وہ دیتا ہے اور ایسے مقام سے روزی دیتا ہے کہ اسے خبر نہیں ہوتی۔‘‘

فرماتے ہیں ’’ایک اَور آیت قرآن شریف میں ہے اِنَّ الَّذِیۡنَ قَالُوۡا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسۡتَقَامُوۡا تَتَنَزَّلُ عَلَیۡہِمُ الۡمَلٰٓئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوۡا وَلَا تَحۡزَنُوۡا (حٰمٓ السجدہ:31) اس سے بھی مراد متقی ہیں ثُمَّ اسۡتَقَامُوۡا یعنی اس پر زلزلے آئے۔ ابتلا آئے۔‘‘ لیکن مستقل مزاجی سے اپنے دین پر قائم رہا، نیکیوں پر قائم رہا، تقویٰ پر قائم رہا، ان زلزلوں کے باوجود، ابتلا کے باوجود استقامت دکھائی۔ ’’آندھیاں چلیں مگر ایک عہد جو اس سے کر چکے ہیں۔‘‘ اللہ تعالیٰ سے ’’اس سے نہ پھرے۔ پھر آگے خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب انہوں نے ایسا کیا اور صدق اور وفا دکھلائی۔ تو اس کا اجر یہ ملا تَتَنَزَّلُ عَلَیۡہِمُ الۡمَلٰٓئِکَۃُ۔ یعنی ان پر فرشتے اترے اور کہا کہ خوف اور حزن مت کرو۔ تمہارا خدا متولّی ہے۔ وَاَبۡشِرُوۡا بِالۡجَنَّۃِ الَّتِیۡ کُنۡتُمۡ تُوۡعَدُوۡنَ (حٰمٓ السجدہ:31) اور بشارت دی کہ تم خوش ہو اس جنت سے اور اس جنت سے یہاں مراد اس دنیا کی جنت ہے جیسے قرآن مجید میں ہے وَلِمَنۡ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ جَنَّتٰنِ (الرحمٰن:47) پھر آگے ہے نَحۡنُ اَوۡلِیٰٓؤُکُمۡ فِی الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا وَفِی الۡاٰخِرَۃِ (حٰمٓ السجدہ:32) دنیا اور آخرت میں ہم تمہارے ولی اور متکفل ہیں۔‘‘

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 251-253)

پس یہ ہے معیار اور یہ ہے پھر ایسا معیار دکھانے والوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا سلوک۔ اگر یہ ہو تو حقیقی تقویٰ ملتا ہے۔ یہ ہے وہ چیز جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم سے چاہتے ہیں۔ پھر تقویٰ کی اہمیت بیان کرتے ہوئے ایک موقع پر آپؑ نے فرمایا

’’ہمیں جس بات پر مامور کیا ہے۔ وہ یہی ہے کہ تقویٰ کا میدان خالی پڑا ہے۔ تقویٰ ہونا چاہیے نہ یہ کہ تلوار اٹھاؤ۔ یہ حرام ہے۔ اگر تم تقویٰ کرنے والے ہو گے تو ساری دنیا تمہارے ساتھ ہو گی۔ پس تقویٰ پیدا کرو۔ جو لوگ شراب پیتے ہیں یا جن کے مذہب کے شعائر میں شراب جزو اعظم ہے ان کو تقویٰ سے کوئی تعلق نہیں ہو سکتا۔ وہ لوگ نیکی سے جنگ کر رہے ہیں۔ پس اگر اللہ تعالیٰ ہماری جماعت کو ایسی خوش قسمت دے اور انہیں توفیق دے کہ وہ بدیوں سے جنگ کرنے والے ہوں اور تقویٰ اور طہارت کے میدان میں ترقی کریں۔ یہی بڑی کامیابی ہے اور اس سے بڑھ کر کوئی چیز مؤثر نہیں ہو سکتی۔ اس وقت کل دنیا کے مذاہب کو دیکھ لو‘‘ فرماتے ہیں ’’اس وقت کل دنیا کے مذاہب کو دیکھ لو کہ اصل غرض تقویٰ مفقود ہے۔‘‘ تقویٰ ہے ہی نہیں دنیا میں۔ ’’اور دنیا کی وجاہتوں کو خدا بنایا گیا ہے۔ حقیقی خدا چھپ گیا ہے اور سچے خدا کی ہتک کی جاتی ہے مگر اب خدا چاہتا ہے کہ وہ آپ ہی مانا جاوے اور دنیا کو اس کی معرفت ہو۔ جو لوگ دنیا کو خدا سمجھتے ہیں وہ متوکل نہیں ہو سکتے۔‘‘

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 357-358)

اور جو متوکّل نہیں اس کے ایمان کی حالت کمزور ہے۔ اللہ تعالیٰ کو بے شک مانتے ہیں لیکن ایمانی حالت نہیں ہم کہہ سکتے۔ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی مانتے ہیں جیسا کہ میں نے کہا وہ کہتے ہیں الحمد للہ ہم مسلمان ہیں لیکن جو ایمان کی مضبوطی ہے، اس کے لوازمات جو ہیں جو چیزیں اس کے لیے ضروری ہیں وہ ان میں نہیں ہیں۔ وہ مفقود ہیں۔

اس زمانے میں ہم دیکھتے ہیں جیسا کہ مَیں نے کہا یہ چیزیں مفقود ہیں، تقویٰ کی ہی ضرورت ہے اور اسی لیے اللہ تعالیٰ اپنے فرستادوں کو بھیجتا ہے تا کہ دنیا میں تقویٰ کو دوبارہ قائم کریں اور اسی لیے اس نے اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھیجا ہے، اسی لیے آپؑ نے بار بار ہمیں اس کے حصول کی طرف توجہ دلائی ہے۔ ایک موقع پر تقویٰ کی ضرورت کو بیان فرماتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان الفاظ میں فرمایا کہ

"جب تک انسان تقویٰ میں ایسا نہ ہو جیسے اونٹ کو سوئی کے ناکے سے نکالنا پڑے اس وقت تک کچھ نہیں ہوتا۔" یہ ایک اَور بڑا معیار ہے اور یہی ایسا تقویٰ ہونا چاہیے کہ معمولی سا بھی انسان میں نقص نہ ہو۔ فرمایا کہ "جس قدر زیادہ تقویٰ اختیار کرتا ہے اسی قدر اللہ تعالیٰ بھی توجہ فرماتا ہے۔ اگر یہ اپنی توجہ معمولی رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی معمولی توجہ رکھتا ہے۔" آپؑ فرماتے ہیں کہ "خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے۔" آپؑ کو الہاماً فرمایا کہ "...اِنِّیْ مَعَ الرَّسُوْلِ اَقُوْمُ وَاَلُوْمُ مَنْ یَّلُوْمُ اُفْطِرُ وَ اَصُوْمُ۔ میں اپنے رسول کے ساتھ کھڑا ہوں گا اور اس کو ملامت کروں گا جو ملامت کرتا ہے۔ میں روزہ کھولوں گا بھی اور روزہ رکھوں گا بھی۔" کچھ حصہ کی میں وضاحت کر دیتا ہوں۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ ملامت ایک دل کے ساتھ ہوتی ہے۔ آپ کے الفاظ میں وضاحت ہے کہ "ملامت ایک دل کے ساتھ ہوتی ہے اور ایک زبان کے ساتھ۔ زبان کے ساتھ تو یہی ملامت ہے جو مخالف کرتے ہیں۔" کہ ہمیں گالیاں دیتے ہیں برا بھلا کہتے ہیں "لیکن دل کی ملامت یہ ہے۔" یہ بڑے غور کی بات ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ "دل کی ملامت یہ ہے کہ ان باتوں کی طرف توجہ نہ کرے جو ہم پیش کرتے ہیں اور ان پر عمل کے لیے تیار نہ ہو۔"

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 360)

پس باتوں پہ عمل نہ کرنا یہ بھی ایک طرح کی ملامت ہے۔ آگے اس کی وضاحت فرماتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں کہ

"جو لوگ نری بیعت کر کے چاہتے ہیں کہ خدا کی گرفت سے بچ جائیں وہ غلطی کرتے ہیں۔ ان کو نفس نے دھوکا دیا ہے۔ دیکھو طبیب جس وزن تک مریض کو دوا پلانی چاہتا ہے اگر وہ اس حد تک نہ پیوے تو شفا کی امید رکھنی فضول ہے مثلاً وہ چاہتا ہے کہ دس تولہ استعمال کرے اور یہ صرف ایک ہی قطرہ کافی سمجھتا ہے یہ نہیں ہو سکتا۔ پس اس حد تک صفائی کرو اور تقویٰ اختیار کرو جو خدا کے غضب سے بچانے والا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ رجوع کرنے والوں پر رحم کرتا ہے کیونکہ اگر ایسا نہ ہوتا تو دنیا میں اندھیر پڑ جاتا۔" فرمایا کہ "انسان جب متّقی ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے اور اس کے غیر میں فرقان رکھ دیتا ہے اور پھر اس کو ہر تنگی سے نجات دیتا ہے نہ صرف نجات بلکہ یَرْزُقْهُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ (الطلاق:4)۔ پس یاد رکھو جو خدا تعالیٰ سے ڈرتا ہے خدا تعالیٰ اس کو مشکلات سے رہائی دیتا ہے۔" ایسی ایسی جگہوں سے رزق دیتا ہے جہاں سے انسان گمان بھی نہیں کر سکتا۔ اور انعام و اکرام بھی کرتا ہے اور پھر متّقی خدا کے ولی ہو جاتے ہیں۔ تقویٰ ہی اکرام کا باعث ہے کوئی خواہ کتنا ہی لکھا پڑھا ہوا ہو وہ اس کی عزت و تکریم کا باعث نہیں اگر متّقی نہ ہو۔" ایک مومن کے لیے لکھا پڑھا ہونا عزت و تکریم کا باعث نہیں ہے اگر اس میں تقویٰ نہیں۔ فرمایا "لیکن اگر ادنیٰ درجہ کا آدمی بالکل اُمّی ہو۔" اَن پڑھ ہو "مگر متّقی ہو وہ معزز ہو گا۔" (ملفوظات جلد 4 صفحہ 361-362) اللہ تعالیٰ کی نظر میں وہ معزز ہو گا۔

متّقی بننے کے لیے جن باتوں کی ضرورت ہے وہ بیان فرماتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں کہ

"متّقی بننے کے واسطے یہ ضروری ہے کہ بعد اس کے کہ موٹی باتوں جیسے زنا، چوری، تلفِ حقوق، ریا، عُجب، حقارت، بخل کے ترک میں پکّا ہو تو اخلاق رذیلہ سے پرہیز کر کے ان کے" یہ سارے اخلاق جو ہیں برائیاں ہیں ان سے پرہیز کر کے اس کے "بالمقابل اخلاق فاضلہ میں ترقی کرے" یہ تقویٰ ہے۔ صرف برائیوں کو چھوڑنا تقویٰ نہیں بلکہ اخلاق فاضلہ میں ترقی کرنا تقویٰ ہے۔ فرمایا کہ "لوگوں سے مروت، خوش خُلقی، ہمدردی سے پیش آوے۔ خدا تعالیٰ کے ساتھ سچی وفا اور صدق دکھلاوے۔ خدمات کے مقام محمود تلاش کرے۔ ان باتوں سے انسان متقی کہلاتا ہے اور جو لوگ ان باتوں کے جامع ہوتے ہیں۔" جن میں سب یہ باتیں جمع ہوتی ہیں کہ ان کے اخلاق بھی اچھے ہیں، سچائی پہ قائم ہیں، خوش خلقی کرنے والے ہیں، لوگوں سے ہمدردی کرنے والے ہیں، لوگوں کا خیال رکھنے والے ہیں۔ ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے والے ہیں اور ہر طرح سے تقویٰ کی تلاش میں ہیں تو فرمایا کہ خدمات کے مقام محمود تلاش کرے۔ صرف یہاں رک نہ جائے بلکہ ان کے بھی معیار بلند کرتا جائے جہاں لوگ تعریف کرنے والے ہوں جہاں خدا تعالیٰ بھی پسندیدگی کی نظر سے دیکھنے والا ہو۔ فرمایا کہ ان باتوں سے انسان متقی کہلاتا ہے اور جو لوگ ان باتوں کے جامع ہوتے ہیں "وہی اصل متّقی ہوتے ہیں" فرمایا کہ (یعنی اگر ایک ایک خُلق فرداً فرداً کسی میں ہوں تو اسے متّقی نہ کہیں گے جب تک بحیثیت مجموعی اخلاق فاضلہ اس میں نہ ہوں) اور ایسے ہی شخصوں کے لیے لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ (البقرۃ:63) ہے۔ اور اس کے بعد ان کو کیا چاہیے۔" جب اللہ تعالیٰ نے ان کو ضمانت دے دی کوئی خوف نہیں ان کو ہو گا نہ وہ غمگین ہوں گے تو اس کے بعد انسان کو اور کیا چاہیے۔ فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ ایسوں کا متولی ہو جاتا ہے جیسے کہ وہ فرماتا ہے وَهُوَ یَتَوَلَّی الصّٰلِحِیْنَ (الاعراف:197)۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے ہاتھ ہو جاتا ہے جس سے وہ پکڑتے ہیں، ان کی آنکھ ہو جاتا ہے جس سے وہ دیکھتے ہیں، ان کے کان ہو جاتا ہے جن سے وہ سنتے ہیں، ان کے پاؤں ہو جاتا ہے جن سے وہ چلتے ہیں اور ایک اَور حدیث میں ہے کہ جو میرے ولی کی دشمنی کرتا ہے میں اس سے کہتا ہوں کہ میرے مقابلہ کے لیے تیار رہو۔ ایک جگہ فرمایا ہے کہ جب کوئی خدا کے ولی پر حملہ کرتا ہے تو خدا تعالیٰ اس پر ایسے جھپٹ کر آتا ہے جیسے ایک شیرنی سے کوئی اس کا بچہ چھینے تو وہ غضب سے جھپٹتی ہے۔"

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 400-401)

ایک موقع پر بعض بیعت کرنے والوں کو بیعت کے بعد نصیحت کرتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں کہ

"خدا کی رحمت کے سرچشمہ سے فائدہ اٹھانے کا اصل قاعدہ یہی ہے خدا تعالیٰ کا یہ خاصہ ہے کہ جیسے اس انسان کا قدم بڑھتا ہے ویسے ہی پھر خدا کا قدم بڑھتا ہے۔" اللہ تعالیٰ کی طرف ویسے ہی پھر خدا کا قدم بھی بڑھتا ہے۔

پھر آگے آپؑ نے وضاحت فرمائی کہ اپنے دلوں میں خدا تعالیٰ کی محبت اور عظمت کا سلسلہ جاری رکھیں۔ ان کو نصیحت فرماتے ہوئے آپؑ نے فرمایا کہ "... اپنے دلوں میں خدا تعالیٰ کی محبت اور عظمت کا سلسلہ جاری رکھیں اور اس کے لیے نماز سے بڑھ کر اور کوئی شے نہیں ہے۔" نمازوں کی پابندی ضروری ہے اسی سے اللہ تعالیٰ کی محبت اور عظمت بڑھتی ہے۔ فرمایا "کیونکہ روزے تو ایک سال کے بعد آتے ہیں اور زکوٰۃ صاحب مال کو دینی پڑتی ہے مگر نماز ہے کہ ہر ایک حیثیت کے آدمی کو پانچوں وقت ادا کرنی پڑتی ہے۔" بڑا ہے، چھوٹا ہے، امیر ہے، غریب ہے، مرد ہے، عورت ہے جہاں یہ فرض ہے اس کو ادا کرنی ہے۔ "اسے ہرگز ضائع نہ کریں۔ اسے بار بار پڑھو اور اس خیال سے پڑھو کہ مَیں ایسی طاقت والے کے سامنے کھڑا ہوں کہ اگر اس کا ارادہ ہو تو ابھی قبول کر لیوے۔" یہ ایمان ہونا چاہیے۔ "اسی حالت میں بلکہ اسی ساعت میں بلکہ اسی سیکنڈ میں کیونکہ دوسرے دنیوی حاکم تو خزانوں کے محتاج ہیں اور ان کو فکر ہوتی ہے کہ خزانہ خالی نہ ہو جاوے اور ناداری کا ان کو فکر لگا رہتا ہے مگر خدا تعالیٰ کا خزانہ ہر وقت بھرا بھرایا ہے۔ جب اس کے سامنے کھڑا ہوتا ہے تو صرف یقین کی حاجت ہوتی ہے۔" یہ یقین ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ میری دعاؤں کو سننے والا ہے اور وہ حالت اور کیفیت پیدا کرنے کی ضرورت ہے کہ وہ اپنے خدا تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہے اور اس سے مانگ رہا ہے۔ "اُسے اس امر پر یقین ہو کہ میں ایک سمیع علیم اور خبیر اور قادر ہستی کے سامنے کھڑا ہوا ہوں اگر اسے مہر آجاوے تو ابھی دے دیوے۔" اگر خدا تعالیٰ مہربان ہو جائے تو ابھی بخش دے اسی وقت بخش دے جب انسان دعا کر رہا ہے۔ فرمایا "بڑی تضرّع سے دعا کرے ناامید اور بدظن ہرگز نہ ہووے اور اگر اسی طرح کرے تو (اس راحت کو) جلدی دیکھ لے گا اور خدا تعالیٰ کے اور اور فضل بھی شامل حال ہوں گے۔ اور خود خدا بھی ملے گا۔ تو یہ طریق ہے جس پر کاربند ہونا چاہیے۔"

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 401-402)

پس ایمان کی حقیقی حالت یہی ہے جس کا اندازہ ان باتوں سے ہر ایک خود لگا سکتا ہے اور جب ایسا

ایمان ہو جاتا ہے کہ سب حاجتیں صرف خدا تعالیٰ کے سامنے بیان کرتی ہیں اور اپنی خواہشات کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے تابع کرنا ہے تو یہی حقیقی ایمان ہے اور یہی وہ حالت ہے جو اللہ تعالیٰ ہم سے چاہتا ہے جو اللہ تعالیٰ کا رسول ہم سے چاہتا ہے اور جو اس زمانے میں مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم سے چاہتے ہیں۔

پھر ایمانی حالتوں کی مثال ایک جگہ آپ نے اس طرح دی ہے کہ جس طرح رات دن اکٹھے نہیں ہو سکتے اس طرح ایمان اور گناہ بھی اکٹھے نہیں ہو سکتے۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ ایمان ہو اور انسان گناہ کرنے والا ہو۔ یہ کبھی نہیں ہوا کہ رات اور دن ایک جگہ پہ موجود ہوں پس جب وہ اکٹھے نہیں ہو سکتے تو ایمان اور گناہ بھی جمع نہیں ہو سکتے۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد 4 صفحہ 314)

ایک اَور معیار ہمارے سامنے آپؑ نے رکھ دیا کہ اس طرح اپنے جائزے لو۔

پھر ایمان کی حالت کو بہتر کرنے اور اپنے عمل اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق کرنے اور خدا تعالیٰ کے پیار کو جذب کرنے کے لیے آپؑ نے ہمیں ایک نصیحت کرتے ہوئے فرمایا۔ ایک الہام کا ذکر کرتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں کہ

’’الہام میں جو یہ آیا ہے اِلَّا الَّذِیْنَ عَلَوْا بِاسْتِکْبَارٍ‘‘ فرمایا کہ ’’یہ بڑا منذر اور ڈرانے والا ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ بار بار کشتی نوح کو پڑھو اور قرآن شریف کو پڑھو اور اس کے موافق عمل کرو۔ کسی کو کیا معلوم ہے کہ کیا ہونے والا ہے۔ تم نے اپنی قوم کی طرف سے جو لعنت ملامت لینی تھی لے چکے لیکن اگر اس لعنت کو لے کر خدا تعالیٰ کے ساتھ بھی تمہارا معاملہ صاف نہ ہوا اور اس کی رحمت اور فضل کے نیچے نہ آؤ تو پھر کس قدر مصیبت اور مشکل ہے۔‘‘ فرماتے ہیں ’’اخباروں والے کس قدر شور مچاتے ہیں اور ہماری مخالفت میں ہر پہلو سے زور لگاتے ہیں مگر وہ یاد رکھیں کہ خدا تعالیٰ کے کام بابرکت ہوتے ہیں۔ ہاں یہ ضروری ہے کہ اس برکت سے حصہ لینے کے لیے ہم اپنی اصلاح اور تبدیلی کریں۔‘‘

آج کل بھی ہم دیکھ لیتے ہیں اخباروں سے بڑھ کر اب سوشل میڈیا میں بے انتہا غلاظت اور دریدہ دہنی کی جاتی ہے جماعت کے متعلق، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق اور کیا کچھ حیلے نہیں استعمال ہو رہے لیکن ایسی حالت میں ہمیں پھر اپنی حالتوں کو بدلتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے حضور زیادہ جھکنے کی ضرورت ہے تب ہی اللہ تعالیٰ ایک انقلابی تبدیلی پیدا کرے گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔ آپؑ فرماتے ہیں ’’اس لیے تم اپنے ایمانوں اور اعمال کا محاسبہ کرو کہ کیا ایسی تبدیلی اور صفائی کر لی ہے کہ تمہارا دل خدا تعالیٰ کا عرش ہو جائے اور تم اس کی حفاظت کے سایہ میں آ جاؤ۔‘‘ (ملفوظات جلد 4 صفحہ 69-70 حاشیہ نمبر 2)

پھر آپؑ نے فرمایا ’’میں نے بارہا اپنی جماعت کو کہا ہے کہ تم نرے اس بیعت پر ہی بھروسہ نہ کرنا۔ اس کی حقیقت تک جب تک نہ پہنچو گے تب تک نجات نہیں۔ قشر پر صبر کرنے والا مغز سے محروم ہوتا ہے۔‘‘ صرف چھلکے پر بھروسہ نہ کرو، مغز کو حاصل کرنا ہے، اصل مقصد کو حاصل کرنا ہے۔ اس وقت تک نجات نہیں مل سکتی جب تک اصل مقصد حاصل نہ ہو۔ فرمایا ’’قشر پر صبر کرنے والا مغز سے محروم ہوتا ہے۔ اگر مرید خود عامل نہیں تو پیر کی بزرگی اسے کچھ فائدہ نہیں دیتی۔‘‘ یہ ضروری ہے اللہ تعالیٰ نے یہی فرمایا ہے کہ ہر عمل کرنے والے کے عمل کو میں اجر دوں گا۔ آپؑ نے فرمایا کہ اگر تم لوگ خود عمل کرنے والے نہیں تو میری بیعت یا میری مریدی کوئی فائدہ نہیں دے گی۔ ’’جب کوئی طبیب کسی کو نسخہ دے اور وہ نسخہ لے کر طاق میں رکھ دے تو اسے ہرگز فائدہ نہ ہو گا کیونکہ فائدہ تو اس پر لکھے ہوئے عمل کا نتیجہ تھا جس سے وہ خود محروم ہے۔‘‘ فرمایا کہ ’’کشتی نوح کا بار بار مطالعہ کرو اور اس کے مطابق اپنے آپ کو بناؤ۔ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَکّٰھَا (الشمس:10)۔ یوں تو ہزاروں چور، زانی، بدکار، شرابی، بدمعاش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں مگر کیا وہ درحقیقت ایسے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ امتی وہی ہے جو آپ کی تعلیمات پر پورا کاربند ہے۔‘‘ (ملفوظات جلد 4 صفحہ 232-233)

پھر بیعت کے ساتھ عملِ صالح کی ضرورت بیان کرتے ہوئے آپؑ نے بعض بیعت کرنے والوں کو ایک مجلس میں فرمایا کہ ’’آدمی کو بیعت کر کے صرف یہی نہ ماننا چاہیے کہ یہ سلسلہ حق ہے۔‘‘ یہ سب کچھ سچ ہے اور ہم مانتے ہیں ’’اور اتنا ماننے سے اسے برکت ہوتی ہے۔‘‘ فرمایا ’’... صرف ماننے سے اللہ تعالیٰ خوش نہیں ہوتا جب تک اچھے عمل نہ ہوں۔ کوشش کرو کہ جب اس سلسلہ میں داخل ہوئے ہو تو نیک بنو، متقی بنو، ہر ایک بدی سے بچو۔ یہ وقت دعاؤں سے گزارو۔ رات اور دن تضرع میں لگے رہو۔ جب ابتلا کا وقت ہوتا ہے تو خدا تعالیٰ کا غضب بھی بھڑکا ہوا ہوتا ہے۔ ایسے وقت میں دعا، تضرع، صدقہ خیرات کرو۔ زبانوں کو نرم رکھو۔ استغفار کو اپنا معمول بناؤ۔ نمازوں میں دعائیں کرو۔ مثل مشہور ہے کہ منتیں کرتا ہوا کوئی نہیں مرتا۔‘‘ فرمایا کہ ’’نرا ماننا انسان کے کام نہیں آتا۔ اگر انسان مان کر پھر اسے پسِ پشت ڈال دے تو اسے فائدہ نہیں ہوتا۔ پھر اس کے بعد یہ شکایت کرنی کہ بیعت سے فائدہ نہیں ہوا۔ بے سود ہے۔ خدا تعالیٰ صرف قول سے راضی نہیں ہوتا۔‘‘ (ملفوظات جلد 4 صفحہ 274)

پس ان حالات میں جو آج کل بھی خاص طور پر بعض ملکوں میں ہمارے حالات ہیں۔ ایسے میں صرف اللہ تعالیٰ کی پناہ ہی ایک جگہ ہے اور اس کو حاصل کرنے کے لیے ہمیں اپنے اندر حقیقی تقویٰ اور ایمان پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی باتوں کو غور سے سننے اور اس پر عمل کرنے کی ضرورت ہے۔

عمل صالح کیا ہے اس بارے میں مزید آپؑ فرماتے ہیں کہ ’’قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے ایمان کے ساتھ عملِ صالح بھی رکھا ہے۔ عمل صالح اسے کہتے ہیں جس میں ایک ذرہ بھر فساد نہ ہو۔ یاد رکھو کہ انسان کے عمل پر ہمیشہ چور پڑا کرتے ہیں۔ وہ کیا ہیں۔‘‘ انسان کے عمل کی چوریاں بھی ہوتی ہیں اور ہر وقت چور اس کی تاک میں رہتا ہے اور چوری کرنے کی فکر میں ہوتا ہے اور وہ چور کس طرح پڑتے ہیں اور وہ چور کون ہیں؟ فرمایا کہ ’’ریا کاری (کہ جب انسان دکھاوے کے لیے ایک عمل کرتا ہے)‘‘ یہ چور ہے انسان کے عمل کا۔ ’’عُجب‘‘ ایک چور ہے ’’(کہ وہ عمل کر کے اپنے نفس میں خوش ہوتا ہے)‘‘ کہ میں نے بڑا نیک کام کر لیا حالانکہ اصل نیکی تو اللہ تعالیٰ کو پتہ ہے ہم نے دل سے کی تھی اللہ تعالیٰ کی خاطر کی تھی یا صرف دکھانے کے لیے کی تھی۔ اسی بات پہ خوش نہیں ہو جانا چاہیے کہ ایک نیکی کر لی۔ ’’اور قسم قسم کی بدکاریاں اور گناہ جو اس سے صادر ہوتے ہیں ان سے اعمال باطل ہو جاتے ہیں۔‘‘ یہ سب چور ہیں جو انسان کے عمل پر پڑتے ہیں۔ فرمایا کہ ’’عمل صالح وہ ہے جس میں ظلم، عجب، ریا، تکبر اور حقوق انسانی کے تلف کرنے کا خیال تک نہ ہو۔‘‘ ایسا عمل عمل صالح کہلا سکتا ہے۔ کسی کا بھی حق تلف نہ کرو، کوئی ظلم نہ کرو، کبھی ریاء نہ کرو، خود پسندی بالکل نہ ہو۔ فرمایا کہ ’’جیسے آخرت میں انسان عمل صالح سے بچتا ہے ویسے ہی دنیا میں بھی بچتا ہے۔‘‘ یعنی دنیا و آخرت میں عمل صالح ہی ہمیں بچا سکتے ہیں۔ آخرت میں بھی اگر ہمارے عمل اچھے ہوں گے تب ہی اللہ تعالیٰ ہم سے نیک سلوک کرے گا کہ ہمیں معاف کرے گا اور بہتر جزا دے گا اسی طرح آپؑ فرماتے ہیں کہ اس دنیا میں بھی عمل صالح کرو گے تو برائیوں سے بچو گے اور پھر اللہ تعالیٰ کا قرب پانے والے بن سکو گے۔ فرمایا ’’اگر ایک آدمی بھی گھر بھر میں عمل صالح والا ہو تو سب گھر بچا رہتا ہے۔‘‘ فرماتے ہیں کہ ’’سمجھ لو کہ جب تک تم میں عمل صالح نہ ہو صرف ماننا فائدہ نہیں کرتا۔‘‘

پھر عمل صالح کی مزید وضاحت کرتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں ’’......اب اس وقت تم نے توبہ کی ہے اب آئندہ خدا تعالیٰ دیکھنا چاہتا ہے کہ اس توبہ سے اپنے آپ کو تم نے کتنا صاف کیا ہے۔ اب زمانہ ہے کہ خدا تعالیٰ تقویٰ کے ذریعہ سے فرق کرنا چاہتا ہے۔ بہت لوگ ہیں کہ خدا پر شکوہ کرتے ہیں اور اپنے نفس کو نہیں دیکھتے۔ انسان کے اپنے نفس کے ظلم ہی ہوتے ہیں ورنہ اللہ تعالیٰ رحیم و کریم ہے۔‘‘ پھر آپؑ نے فرمایا ’’بعض آدمی ایسے ہیں کہ ان کو گناہ کی خبر ہوتی ہے اور بعض ایسے کہ ان کو گناہ کی خبر بھی نہیں ہوتی۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ کے لیے استغفار کا التزام کرایا ہے۔‘‘ بعض دفعہ انسان کو پتہ نہیں لگتا کہ گناہ کر رہا ہے اس لیے استغفار کرتے رہو کہ گناہوں سے بچنے کی طرف توجہ پیدا ہوا اور جو گناہ کیے ہیں ان کو اللہ تعالیٰ معاف فرمائے۔ ’’کہ انسان ہر ایک گناہ کے لیے خواہ وہ ظاہر کا ہو خواہ باطن کا، خواہ اسے علم ہو یا نہ ہو اور ہاتھ اور پاؤں اور زبان اور ناک اور کان اور آنکھ اور سب قسم کے گناہوں سے استغفار کرتا رہے۔‘‘ فرمایا کہ ’’آج کل آدم علیہ السلام کی دعا پڑھنی چاہیے رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَکُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ۔ (الاعراف:24) فرمایا کہ ’’یہ دعا اوّل ہی قبول ہو چکی ہے۔ غفلت سے زندگی بسر مت کرو۔ جو شخص غفلت سے زندگی نہیں گزارتا ہرگز امید نہیں کہ وہ کسی فوق الطاقت بلا میں مبتلا ہو۔‘‘ کسی قسم کی بلا اس کو نہیں آئے گی۔ فرمایا کہ ’’کوئی بلا بغیر اذن کے نہیں آتی جیسے مجھے یہ دعا الہام ہوئی رَبِّ کُلُّ شَیْءٍ خَادِمُکَ رَبِّ فَاحْفَظْنِیْ وَانْصُرْنِیْ وَارْحَمْنِیْ۔

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 274-276)

آپؑ کو اپنی جماعت کی تعداد سے زیادہ یہ فکر تھی کہ ایمان میں بڑھیں اور خدا تعالیٰ سے سچا تعلق پیدا کریں چنانچہ اس کا اظہار کرتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں کہ

’’ہماری جماعت کو خدا تعالیٰ سے سچا تعلق ہونا چاہیے۔ اور ان کو شکر کرنا چاہیے کہ خدا تعالیٰ نے ان کو یوں ہی نہیں چھوڑا۔ بلکہ ان کی ایمانی قوتوں کو یقین کے درجہ تک بڑھانے کے واسطے اپنی قدرت کے صدہا نشان دکھائے ہیں۔‘‘ (ملفوظات جلد 4 صفحہ 438)

اگر ایمان سچا ہے، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ صحیح تعلق ہے تو انسان نشان بھی دیکھتا ہے۔ فرمایا کہ ’’ہماری جماعت کے لیے اسی بات کی ضرورت ہے کہ ان کا ایمان بڑھے، خدا تعالیٰ پر سچا یقین اور معرفت پیدا ہو۔ نیک اعمال میں سستی اور کسل نہ ہو کیونکہ اگر سستی ہو تو پھر وضو کرنا بھی ایک مصیبت معلوم ہوتا ہے چہ جائیکہ وہ تہجد پڑھے۔ اگر اعمال صالحہ کی قوت پیدا نہ ہو اور مسابقت علی الخیرات کے لیے جوش نہ ہو تو پھر ہمارے ساتھ تعلق پیدا کرنا بے فائدہ ہے۔‘‘

آپؑ فرماتے ہیں کہ ’’ہماری جماعت میں وہی داخل ہوتا ہے جو ہماری تعلیم کو اپنا دستور العمل قرار دیتا ہے اور اپنی ہمت اور کوشش کے موافق اس پر عمل کرتا ہے … اس لیے جہاں تک ہو سکے اپنے اعمال کو اس تعلیم کے ماتحت کرو جو دی جاتی ہے۔ اعمال پروں کی طرح ہیں۔ بغیر اعمال کے انسان روحانی مدارج کے لیے پرواز نہیں کرسکتا۔‘‘ اگر عمل نہیں ہیں تو اوپر جا ہی نہیں سکتا۔ ’’اور ان اعلیٰ مقاصد کو حاصل نہیں کرسکتا جو ان کے نیچے اللہ تعالیٰ نے رکھے ہیں۔‘‘ مثال دیتے ہوئے فرمایا کہ ’’پرندوں میں فہم ہوتا ہے۔ اگر وہ اس فہم سے کام نہ لیں تو جو کام ان سے ہوتے ہیں نہ ہوسکیں۔ مثلاً شہد کی مکھی میں اگر فہم نہ ہو تو وہ شہد نہیں نکال سکتی اور اسی طرح نامہ بر کبوتر جو ہوتے ہیں۔ ان کو اپنے فہم سے کس قدر کام لینا پڑتا ہے، کس قدر دور دراز کی منزلیں وہ طے کرتے ہیں اور خطوط کو پہنچاتے ہیں۔‘‘ ایسی ٹریننگ ان کو دی جاتی ہے۔ فرمایا ’’… پس پہلے ضروری ہے کہ آدمی اپنے فہم سے کام لے اور سوچے کہ جو کام میں کرنے لگا ہوں یہ اللہ تعالیٰ کے احکام کے نیچے اور اس کی رضا کے لیے ہے یا نہیں۔ جب یہ دیکھ لے اور فہم سے کام لے تو پھر ہاتھوں سے کام لینا ضروری ہوتا ہے۔ سستی اور غفلت نہ کرے۔ ہاں یہ دیکھ لینا ضروری ہے کہ تعلیم صحیح ہو کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ تعلیم صحیح ہوتی ہے لیکن انسان اپنی نادانی اور جہالت سے یا کسی دوسرے کی شرارت اور غلط بیانی کی وجہ سے دھوکا میں پڑ جاتا ہے اس لیے خالی الذہن ہو کر تحقیق کرنی چاہیے۔‘‘ (ملفوظات جلد 4 صفحہ 439-440) اور تب ہی انسان صحیح رستوں پر چلتا ہے۔

پھر اس بات کو بیان فرماتے ہوئے کہ ترقی کے مدارج کا طریق کیا ہے، جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں ’’ہماری جماعت کے لیے ضروری ہے کہ اس پُر آشوب زمانہ میں جبکہ ہر طرف ضلالت، غفلت اور گمراہی کی ہوا چل رہی ہے تقویٰ اختیار کریں۔ دنیا کا یہ حال ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی عظمت نہیں ہے۔ حقوق اور وصایا کی پروا نہیں ہے۔‘‘ پتہ نہیں لگتا کہ کون سے حقوق ادا کرنے ہیں کون سی باتیں ہیں جو پوری کرنی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے کون سے حکم ہیں جن کو کرنا ہے۔ ’’دنیا اور اس کے کاموں میں حد سے زیادہ انہماک ہے۔ ذرا سا نقصان دنیا کا ہوتا دیکھ کر دین کے حصّے کو ترک کر دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے حقوق ضائع کر دیتے ہیں۔‘‘ فرمایا کہ ’’… لالچ کی نیت سے ایک دوسرے سے پیش آتے ہیں۔ نفسانی جذبات کے مقابلے میں بہت کمزور واقع ہوئے ہیں۔ اس وقت تک کہ خدا نے ان کو کمزور رکھا ہے گناہ کی جرأت نہیں کرتے مگر جب ذرا کمزوری رفع ہوئی اور گناہ کا موقع ملا تو جھٹ اس امر کے مرتکب ہوئے۔‘‘ جب تک کمزوری ہے، طاقت نہیں، بڑے شریف بنے رہے، گناہ سے بچے رہے لیکن جہاں کہیں موقع ملا، جہاں کہیں حالات بہتر ہوئے پھر گناہ کی طرف مائل ہونا شروع ہو گئے۔ فرمایا کہ ’’آج اس زمانے میں ہر ایک جگہ تلاش کر لو تو یہی پتہ ملے گا کہ گویا سچا تقویٰ اٹھ گیا ہوا ہے اور سچا ایمان بالکل نہیں ہے لیکن چونکہ خدا تعالیٰ کو منظور ہے کہ ان کے سچے تقویٰ اور ایمان کا تخم ہرگز ضائع نہ کرے جب دیکھتا ہے کہ اب فصل بالکل تباہ ہونے پر آتی ہے تو اَور فصل پیدا کر دیتا ہے۔‘‘ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی مہربانی ہے کہ ضائع نہیں ہونے دیتا۔ پھر فرمایا کہ ’’وہی تازہ بتازہ قرآن موجود ہے جیسا کہ خدا تعالیٰ نے کہا تھا۔ اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ (الحجر:10) بہت سا حصہ احادیث کا بھی موجود ہے اور برکات بھی ہیں مگر دلوں میں ایمان اور عملی حالت بالکل نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ نے مجھے اسی لیے مبعوث کیا ہے کہ یہ باتیں پھر پیدا ہوں۔‘‘ اور اللہ تعالیٰ نے مہربانی کر کے اس زمانے کے امام کو اتارا ہے تاکہ ہم اس کو مانیں اور اس کی باتوں پر عمل کریں اور یہ اللہ تعالیٰ کی مہربانی ہے۔ اگر اس سے بھی ہم فائدہ نہ اٹھائیں تو پھر ہمارا قصور ہے۔

فرمایا آدمی کئی قسم کے ہیں بعض ایسے کہ بدی نہ کر کے پھر اس پر فخر کرتے ہیں۔ بھلا یہ کون سی صفت ہے جس کے اوپر ناز کیا جائے۔ شر سے اس طرح پرہیز کرنا نیکی میں داخل نہیں ہے۔ اگر کوئی بدی نہیں کی تو یہ کوئی نیکی نہیں ہے اور نہ اس کا نام حقیقی نیکی ہے کیونکہ اس طرح تو جانور بھی کر سکتے ہیں۔ پھر آپؑ نے مثال دی ہے کہ ایک جگہ لوگوں نے کہا کہ ایک بلی کی اتنی ٹریننگ ہے، آپؑ فرماتے ہیں کسی نے بتایا کہ کسی کی ایک بلی تھی۔ اس کے بارے میں کہا جاتا تھا اس کی اتنی ٹریننگ ہے کہ جب تک اس کو کہا نہ جائے کھانے کو وہ نہیں کھاتی اور اس کا ٹرائل جب انہوں نے کیا اور دودھ وغیرہ رکھ کر کمرے میں بند کر دیا۔ چند دن کے بعد جب دروازہ کھولا تو بلی مری ہوئی تھی اور چیزیں سلامت تھیں تو آپؑ فرماتے ہیں اب شرم کرنی چاہیے کہ اس نے حیوان ہو کر انسان کا حکم ایسا مانا ہے اور یہ انسان ہو کر خدا تعالیٰ کے حکم کو نہیں مانتے۔ پھر اسی طرح کتے کی مثال ہے، کتوں کو ٹریننگ دی جاتی ہے۔ فرماتے ہیں کہ یہ جانور جو ہیں وہ انسانوں کا حکم مانتے ہیں اور ہم انسان ہو کر اللہ تعالیٰ کے حکموں سے دُور جا رہے ہیں اور گناہ کی طرف بڑھتے چلے جا رہے ہیں اور بغیر کسی شرم اور حیا کے گناہوں میں ڈوبتے جاتے ہیں پس اس طرف توجہ ہمیں کرنے کی ضرورت ہے۔

پھر فرمایا کہ میرے آنے کے بعد تو اب یہ موقع ہے اور خدا تعالیٰ کی لہروں کے دن ہیں یعنی جیسے بعض زمانہ خدا کی رحمت کا ہوتا ہے اور اس میں لوگ قوت پاتے ہیں ایسے ہی یہ وقت ہے۔ فرمایا کہ ہم یہ نہیں کہتے کہ بالکل دنیا کے کاروبار چھوڑ دیوے بلکہ ہمارا منشاء یہ ہے کہ حد اعتدال تک کوشش کرے اور دنیا کو اس نیت سے کماوے کہ دین کی خادم ہو مگر یہ ہرگز روا نہیں ہے کہ اس میں ایسا انہماک ہو جاوے کہ دین کا پہلو ہی بھول جاوے، نہ روزے کی خبر ہے نہ نماز کی۔ فرمایا سچا تقویٰ اختیار کرو کہ خدا تعالیٰ تم سے راضی ہو۔ فرمایا تقویٰ ایسی شَے نہیں جو کہ صرف منہ سے انسان کو حاصل ہو جاوے بلکہ یہ شیطانی گناہ کا کوئی حصہ دار ہے۔ اس کی مثال ایسی ہوتی ہے جیسے ذرا سی شیرینی رکھ دیں تو میٹھے کو دیکھ کر بے شمار چیونٹیاں اس پر آ جاتی ہیں یہی حال شیطانی گناہوں کا ہے اور اسی سے انسانی کمزوری کا حال معلوم ہوتا ہے۔ اگر خدا تعالیٰ چاہتا تو ایسی کمزوری نہ رکھتا مگر خدا تعالیٰ کا مطلب یہ ہے کہ انسان کو اس بات کا علم ہو کہ ہر ایک طاقت کا سرچشمہ خدا ہی کی ذات ہے۔ کسی نبی یا رسول کو یہ طاقت نہیں ہے کہ وہ اپنے پاس سے طاقت دے سکے اور یہی طاقت جب خدا کی طرف سے انسان کو ملتی ہے تو اس میں تبدیلی ہوتی ہے۔ اس کے حاصل کرنے کے واسطے ضروری ہے کہ دعا سے کام لیا جاوے اور نماز ہی ایک ایسی نیکی ہے جس کے بجا لانے سے شیطانی کمزوری دور ہوتی ہے اور اسی کا نام دعا ہے۔ شیطان چاہتا ہے کہ انسان اس میں کمزور رہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ جس قدر اصلاح اپنی کرے گا وہ اسی ذریعہ سے کرے گا۔ پس اس کے واسطے پاک صاف ہونا شرط ہے۔ جب تک گندگی انسان میں ہوتی ہے اس وقت شیطان اس سے محبت کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ سے مانگنے کے واسطے ادب کا ہونا ضروری ہے اور عقلمند جب کوئی شَے بادشاہ سے طلب کرتے ہیں تو ہمیشہ ادب کو مدّنظر رکھتے ہیں۔ اسی لیے سورت فاتحہ میں خدا تعالیٰ نے سکھایا ہے کہ کس طرح مانگا جاوے اور اس میں سکھایا ہے کہ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ۔ یعنی سب تعریف خدا کو ہی ہے جو رب ہے سارے جہان کا۔ الرَّحۡمٰنِ یعنی بلا مانگے اور سوال کیے دینے والا۔ الرَّحِیۡمِ یعنی انسان کی سچی محنت پر ثمرات حسنہ مرتب کرنے والا ہے۔ مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ جزا سزا اسی کے ہاتھ میں ہے چاہے رکھے، چاہے مارے اور جزا سزا آخرت کی بھی اور اس دنیا کی بھی اسی کے ہاتھ میں ہے۔ جب اس قدر تعریف انسان کرتا ہے تو اسے خیال کرتا ہے کہ کتنا بڑا خدا ہے جو کہ رب ہے رحمان ہے رحیم ہے اسے غائب مانتا چلا آ رہا ہے اور پھر اسے حاضر ناظر جان کر پکارتا ہے۔ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ۔ اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ۔ یعنی ایسی راہ جو کہ بالکل سیدھی ہے۔ اس میں کسی قسم کی کجی نہیں۔ ایک راہ اندھوں کی ہوتی ہے کہ محنتیں کر کے تھک جاتے ہیں اور نتیجہ کچھ نہیں نکلتا اور ایک وہ راہ ہے کہ محنت کرنے سے اس پر نتیجہ مرتب ہوتا ہے۔ پھر آگے صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ۔ یعنی ان لوگوں کی راہ جس پر تُو نے انعام کیا اور وہ وہی صراط

مستقیم ہے جس پر چلنے سے انعام مرتب ہوتے ہیں۔ پھر غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ نہ ان لوگوں کی جن پر تیرا غضب ہوا اور وَلَا الضَّآلِّیۡنَ اور نہ ان کی جو دُور جا پڑے ہیں۔ اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ سے کُل دنیا اور دین کے کاموں کی راہ مراد ہے۔مثلاً ایک طبیب جب کسی کا علاج کرتا ہے تو جب تک اسے ایک صراطِ مستقیم ہاتھ نہ آوے علاج نہیں کرسکتا۔ اسی طرح تمام وکیلوں اور ہر پیشہ اور علم کی ایک صراط مستقیم ہے کہ جب وہ ہاتھ آجاتی ہے تو پھر کام آسانی سے ہو جاتا ہے۔ اس مقام پر وہاں بیٹھے ہوئے مجلس میں ایک نے اعتراض کیا تھا کہ انبیاء کو اس کی کیا ضرورت ہے ان کو تو صراطِ مستقیم ہوتی ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ وہ یہ دعا ترقی مراتب اور درجات کے لیے کرتے ہیں بلکہ یہ اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ تو آخرت میں مومن بھی مانگیں گے کیونکہ جیسے اللہ تعالیٰ کی کوئی حد نہیں ہے اسی طرح اس کے درجات اور مراتب کی ترقی کی بھی کوئی حد نہیں ہے۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد 4 صفحہ 395-400)

پھر تقویٰ اور ایمان میں بڑھنے کے لیے مزید نصیحت کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں ’’قرآنِ شریف کو پڑھو اور خدا سے کبھی ناامید نہ ہو۔مومن خدا سے کبھی مایوس نہیں ہوتا۔ یہ کافروں کی عادت میں داخل ہے کہ وہ خدا تعالیٰ سے مایوس ہو جاتے ہیں۔ ہمارا خدا عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ خدا ہے۔قرآن شریف کا ترجمہ بھی پڑھو اور نمازوں کو سنوار سنوار کر پڑھو اور اس کا مطلب بھی سمجھو۔ اپنی زبان میں بھی دعائیں کرلو۔ قرآن شریف کو ایک معمولی کتاب سمجھ کر نہ پڑھو بلکہ اس کو خدا تعالیٰ کا کلام سمجھ کر پڑھو۔ نماز کو اسی طرح پڑھو جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے البتہ اپنی حاجتوں اور مطالب کو مسنون اذکار کے بعد اپنی زبان میں بے شک ادا کرو اور خدا تعالیٰ سے مانگو اس میں کوئی حرج نہیں ہے اس سے نماز ہرگز ضائع نہیں ہوتی۔‘‘ فرمایا ’’... نماز کا اصل مغز اور روح تو دعا ہی ہے۔ نماز سے نکل کر دعا کرنے سے وہ اصل مطلب کہاں حاصل ہوسکتا ہے۔ ایک شخص بادشاہ کے دربار میں جاوے اور اس کو اپنا عرض حال کرنے کا موقع بھی ہو۔ لیکن وہ اس وقت تو کچھ نہ کہے لیکن جب دربار سے باہر جاوے تو اپنی درخواست پیش کرے اسے کیا فائدہ؟ ایسا ہی حال ان لوگوں کا ہے جو نماز میں خشوع خضوع کے ساتھ دعائیں نہیں مانگتے۔تم کو جو دعائیں کرنی ہوں نماز میں کرلیا کرو اور پورے آداب الدّعا کوملحوظ رکھو۔‘‘
(ملفوظات جلد 3 صفحہ 257-258)

پھر قرآن کریم کے احسانات کے بارے میں آپؑ بیان فرماتے ہیں۔

’’یاد رکھنا چاہیے کہ قرآنِ شریف نے پہلی کتابوں اور نبیوں پر احسان کیا ہے جو ان کی تعلیموں کو جو قصّہ کے رنگ میں تھیں علمی رنگ دے دیا ہے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ کوئی شخص ان قصّوں اور کہانیوں سے نجات نہیں پا سکتا جب تک وہ قرآن شریف کو نہ پڑھے کیونکہ قرآن شریف کی ہی یہ شان ہے کہ وہ اِنَّہٗ لَقَوۡلٌ فَصۡلٌ۔ وَّمَا ہُوَ بِالۡہَزۡلِ (الطارق:14)۔ یعنی یقیناً یہ ضرور ایک فیصلہ کن کلام ہے اور ہرگز کوئی بے ہودہ کلام نہیں ہے۔یعنی قرآن کریم میں ہر بات اور فیصلہ دلیل سے کیا گیا ہے اور اس کی باتیں سب سچی ثابت ہوتی ہیں اور ہوئی ہیں اور ہوں گی۔ اِنَّہٗ لَقَوۡلٌ فَصۡلٌ۔ وَّمَا ہُوَ بِالۡہَزۡلِ۔ فرمایا کہ ’’وہ میزان، مہیمن، نور اور شفاء اور رحمت ہے۔ جو لوگ قرآن شریف کو پڑھتے اور اسے قصّہ سمجھتے ہیں انہوں نے قرآن شریف کو نہیں پڑھا بلکہ اس کی بے حرمتی کی ہے۔ ہمارے مخالف کیوں ہماری مخالفت میں اس قدر تیز ہوئے ہیں؟ صرف اسی لیے کہ ہم قرآن شریف کو جیسا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وہ سراسر نور، حکمت اور معرفت ہے دکھانا چاہتے ہیں۔ اور وہ کوشش کرتے ہیں کہ قرآن شریف کو ایک معمولی قصے سے بڑھ کر وقعت نہ دیں ہم اس کو گوارہ نہیں کرسکتے۔ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے ہم پر کھول دیا ہے کہ قرآن شریف ایک زندہ اور روشن کتاب ہے اس لیے ہم ان کی مخالفت کی کیوں پروا کریں۔غرض میں بار بار اس امر کی طرف ان لوگوں کو جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہیں نصیحت کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے اس سلسلہ کو کشفِ حقائق کے لیے قائم کیا ہے کیونکہ بدوں اس کے عملی زندگی میں کوئی روشنی اور نور پیدا نہیں ہوسکتا اور میں چاہتا ہوں کہ عملی سچائی کے ذریعہ اسلام کی خوبی دنیا پر ظاہر ہو جیسا کہ خدا نے مجھے اس کام کے لیے مامور کیا ہے۔ اس لیے قرآن شریف کو کثرت سے پڑھو مگر نرا قصّہ سمجھ کر نہیں بلکہ ایک فلسفہ سمجھ کر۔‘‘(ملفوظات جلد 3 صفحہ 155)اللہ تعالیٰ کا کلام سمجھ کر پڑھو، ایک ضابطۂ حیات سمجھ کر پڑھو، اس پر عمل کرنے کے لیے پڑھو، حقیقی تقویٰ پیدا کرنے کے لیے پڑھو۔

پھر ہماری عملی حالتوں کی بہتری کی طرف توجہ دلاتے ہوئے آپؑ نے بار بار ہمیں اس کی تلقین فرمائی ہے۔ ایک موقعے پر آپؑ نے فرمایا ’’یاد رکھو ہماری جماعت اس بات کے لیے نہیں ہے جیسے عام دنیا دار زندگی بسر کرتے ہیں۔ نرا زبان سے کہہ دیا کہ ہم اس سلسلہ میں داخل ہیں اور عمل کی ضرورت نہ سمجھی جیسے بدقسمتی سے مسلمانوں کا حال ہے۔ کہ پوچھو تم مسلمان ہو؟ تو کہتے ہیں شکر الحمد للہ۔ مگر نماز نہیں پڑھتے اور شعائر اللہ کی حرمت نہیں کرتے۔ پس میں تم سے یہ نہیں چاہتا کہ صرف زبان سے ہی اقرار کرو اور عمل سے کچھ نہ دکھاؤ یہ نکمّی حالت ہے۔ خدا تعالیٰ اس کو پسند نہیں کرتا اور دنیا کی اس حالت نے ہی تقاضا کیا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے اصلاح کے لیے کھڑا کیا ہے پس اب اگر کوئی میرے ساتھ تعلق رکھ کر بھی اپنی حالت کی اصلاح نہیں کرتا اور عملی قوتوں کو ترقی نہیں دیتا۔ بلکہ زبانی اقرار ہی کو کافی سمجھتا ہے۔ وہ گویا اپنے عمل سے میری عدم ضرورت پر زور دیتا ہے۔ پھر تم اگر اپنے عمل سے ثابت کرنا چاہتے ہو کہ میرا آنا بے سود ہے تو پھر میرے ساتھ تعلق کرنے کے کیا معنی ہیں؟ میرے ساتھ تعلق پیدا کرتے ہو تو میری اغراض و مقاصد کو پورا کرو۔ اور وہ یہی ہیں کہ خدا تعالیٰ کے حضور اپنا اخلاص اور وفاداری دکھاؤ اور قرآن شریف کی تعلیم پر اسی طرح عمل کرو جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کر کے دکھایا اور صحابہ نے کیا۔قرآن شریف کے صحیح منشاء کو معلوم کرو اور اس پر عمل کرو۔ خدا تعالیٰ کے حضور اتنی ہی بات کافی نہیں ہوسکتی کہ زبان سے اقرار کرلیا اور عمل میں کوئی روشنی اور سرگرمی نہ پائی جاوے۔ یاد رکھو کہ وہ جماعت جو خدا تعالیٰ قائم کرنی چاہتا ہے وہ عمل کے بدوں زندہ نہیں رہ سکتی۔ یہ وہ عظیم الشان جماعت ہے جس کی تیاری حضرت آدم کے وقت سے شروع ہوئی۔ کوئی نبی دنیا میں نہیں آیا جس نے اس دعوت کی خبر نہ دی ہو۔ پس اس کی قدر کرو اور اس کی قدر یہی ہے کہ اپنے عمل سے ثابت کر کے دکھاؤ کہ اہل حق کا گروہ تم ہی ہو۔‘‘
(ملفوظات جلد 3 صفحہ 370-371)

پھر آپؑ نے یہ فرمایا کہ میری بیعت میں آ کر اپنی حالتوں میں انقلاب پیدا کرنے کی تمہیں ضرورت ہے۔ پس اپنی حالتوں میں انقلاب پیدا کرنے کے لیے ضروری ہے کہ ہم اپنے اندر تقویٰ پیدا کریں۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں

’’اس سلسلہ میں داخل ہو کر تمہارا وجود الگ ہو اور تم بالکل ایک نئی زندگی بسر کرنے والے انسان بن جاؤ۔ جو کچھ تم پہلے تھے وہ نہ رہو۔ یہ مت سمجھو کہ تم خدا تعالیٰ کی راہ میں تبدیلی کرنے سے محتاج ہو جاؤ گے یا تمہارے بہت سے دشمن پیدا ہو جائیں گے۔نہیں۔ خدا کا دامن پکڑنے والا ہرگز محتاج نہیں ہوتا۔ اس پر کبھی برے دن نہیں آسکتے۔ خدا جس کا دوست اور مددگار ہو اگر تمام دنیا اس کی دشمن ہو جاوے تو کچھ پروا نہیں۔مومن اگر مشکلات میں بھی پڑے تو وہ ہرگز تکلیف میں نہیں ہوتا بلکہ وہ دن اس کے لیے بہشت کے دن ہوتے ہیں۔ خدا کے فرشتے ماں کی طرح اسے گود میں لے لیتے ہیں۔‘‘
(ملفوظات جلد 3 صفحہ 263)

خدا تعالیٰ ہمیں اپنی زندگیوں میں وہ انقلاب پیدا کرنے کی توفیق عطا فرمائے جو ہمارے تقویٰ کے معیار کو بڑھانے والے ہوں، ہمیں ایمان کے اعلیٰ مدارج پر لے جانے والے ہوں اور اس کا باعث بنیں۔ ہم حقیقت میں اس بات کا عملی مظاہرہ کرنے والے بنیں کہ ہم نے ایک منادی کی آواز کو سنا جس نے اپنے آقا کی غلامی میں اللہ تعالیٰ کی پاک جماعت بنانے کا اعلان کیا اور ہم اسے مان کر حقیقی ایمان لانے والوں میں بن گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ ایسا ہی ہو اور پھر ہم دنیا کو بھی صحیح راستے پر بلانے والے ہوں۔

ان دنوں میں خاص طور پر دنیا کے لیے بھی دعا کریں مسلم امہ کے لیے بھی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کو صحیح راستے پر رہ نمائی کرے۔ آپس میں جو ان کی سر پھٹول ہو رہی ہے، جنگ اور لڑائیاں ہو رہی ہیں اور غیر اس سے فائدہ اٹھا رہے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو اس سے محفوظ رکھے اور دنیا بھی جو جنگ کے شعلوں کی طرف بڑھ رہی ہے اللہ تعالیٰ اس کو بھی بچائے اور امن اور سکون بھی دنیا میں قائم ہو اور خدا تعالیٰ کی وحدانیت کو یہ جاننے والے ہوں اور ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم اسلام کا جھنڈا دنیا پر لہرانے والے بنیں۔ اب دعا کرلیں۔

(دعا)

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل 21/ جون 2022ء صفحہ 6-11)

رپورٹ: مرزا عطاء الرؤف۔ مربی سلسلہ برکینا فاسو

امن کے عنوان پر برکینا فاسو میں تقاریر کے مقابلہ جات

امن کی تعلیم مذہب اسلام کا خاصہ ہے۔اور آج کے دور میں جہاں ہر طرف افراتفری کا عالم ہے،انسانوں کے خون کی ندیاں بہائی جارہی ہیں وہاں امن کی راہوں کو استوار کرنا جماعتِ احمدیہ عالمگیر کا اولین فریضہ ہے۔برکینا فاسو میں جہاں جماعت احمدیہ تینکودوگو لوگوں کو امام مہدی کے پیغام سے روشناس کرانے میں کوشاں ہے وہاں اس ملک میں اسلام کے نام پر دہشت گردی کرنے والوں کو اسلام کا حقیقی پیغام یعنی امن کا

پیغام دینے میں ہر ممکن کوشش میں مصروف ہے۔اسی سلسلے کی ایک کڑی تینکودوگو کی تاریخ میں پہلی بار مقابلہ تقاریر بزبان فرنچ و انگریزی بعنوان امن کا انعقاد ہے۔مؤرخہ 28 مئی 2022ء کو جماعتِ احمدیہ تینکودوگو نے اسکولوں اور کالجوں کے درمیان امن کے عنوان پر تین تقاریر کے مقابلہ جات کروائے۔جن میں سے اسکول کی سطح پر بزبان فرنچ اور کالج کی سطح پر بزبان فرنچ اور بزبان انگریزی کے مقابلہ جات کا بھر پور رنگ میں انعقاد کیا گیا۔یہ مقابلہ جات کسی بھی رنگ میں ہونے والے تینکودوگو کی تاریخ میں پہلی بار تقاریر کے مقابلہ جات تھے۔چونکہ ایک نیا سلسلہ تھا جس سے طلبا ناشناسا تھے۔اس لئے خاکسار کی سربراہی میں جماعت کا ایک وفد 20 اسکولوں اور کالجوں کو خود اس مقابلہ کی دعوت کے لئے پہنچا اور جماعت احمدیہ کا تعارف کرانے کے ساتھ ساتھ امن کے موضوع پر تقاریر کے مقابلہ کا بھر پور تعارف کروایا۔اور مقابلہ جات میں تیاری کے لئے بعض تقاریر بھی خاکسار نے فرنچ اور انگریزی زبان میں فراہم کیں۔بفضل خدا 12 اسکولوں اور کالجوں کے 27 طلبا نے بھر پور جوش وجذبہ کے ساتھ مقابلہ جات میں حصہ لیا۔سامعین نے جماعتِ احمدیہ تینکودوگو کے امن کے پیغام کو وقت کی ضرورت قرار دیتے ہوئے خوب سراہا۔اور بعض نے آئندہ اپنے اداروں میں بھی ان مقابلہ جات کے انعقاد کے لئے کوشش کی یقین دہانی کروائی۔آخر میں مقابلہ جات میں اول،دوم اور سوم آنے والے طلباوطالبات میں انعامات تقسیم کیے گئے۔خدا کے فضل سے ان

مقابلہ جات میں جماعت احمدیہ کے اسکول کی دو طالبات (جن میں ایک احمدی طالبہ عزیزہ نادیہ شامل ہیں) نے تقریر بزبان فرنچ میں اسکول کی سطح پر دوسری اور تیسری پوزیشن حاصل کر کے جماعتِ احمدیہ کے اسکول کا نام روشن کیا۔اللہ تعالیٰ یہ اعزاز مبارک کرے۔

رپورٹ: عبدالنور۔ نمائندہ الفضل آن لائن

جماعت احمدیہ آئیوری کوسٹ کی نیشنل مجلس شوریٰ کا انعقاد

جماعت احمدیہ آئیوری کوسٹ،مغربی افریقہ کو امسال نیشنل مجلس شوریٰ مؤرخہ 21 اور 22 مئی 2022ء بروز ہفتہ و اتوار منعقد کرنے کی سعادت نصیب ہوئی،الحمد للہ علی ذلک۔امسال منعقد کی جانے والی شوریٰ کی اہمیت اس طرح بھی زیادہ ہے کہ 1922ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جماعت احمدیہ میں باقاعدہ مجلس شوریٰ کے نظام کا انعقاد کیا جس کے اجراء کی صدی امسال پوری ہورہی ہے۔دنیا کے طول عرض میں جماعت ہائے احمدیہ کو مجلس شوریٰ کے انعقاد کی توفیق مل رہی ہے نیز دوسرے کئی ممالک کی طرح جماعت آئیوری کوسٹ کو بھی امسال کورونا وائرس کی وباء کے بعد پہلی مرتبہ بڑے پیمانے پر مجلس شوریٰ کے انعقاد کا موقع میسر آیا ہے۔

امسال آئیوری کوسٹ کی مجلس شوریٰ میں بفضل خدا تعالیٰ ملک کے 18 ریجنز کی جماعتوں میں سے منتخب نمائندگان شوریٰ،نیشنل عاملہ آئیوری کوسٹ،ریجنل مبلغین کرام،نمائندگان مجلس انصار اللہ،مجلس خدام الاحمدیہ ومجلس لجنہ اماءاللہ برائے شوریٰ سمیت کل 135 افراد کو شرکت کی توفیق ملی۔جبکہ زائرین کی بھی ایک تعداد کو کاروائی شوریٰ دیکھنے کی سعادت نصیب ہوئی۔مجلس شوریٰ کی کاروائی کا آغاز بروز ہفتہ سہ پہر 3 بجے تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔مکرم سینا کولیبالی صاحب معلم سلسلہ نے تلاوت قرآن مجید کی اور جولا زبان میں ترجمہ پیش کیا جس کے بعد مکرم امیر ومشنری انچارج آئیوری کوسٹ عبدالقیوم پاشا صاحب نے نظام شوریٰ کی اہمیت کے موضوع پر مختصر تقریر کی اور دعا کروائی۔معاً بعد صدر مجلس شوریٰ نے گزشتہ سال کی شوریٰ کی تجاویز پر عملدرآمد کی سالانہ رپورٹ پیش کی اور انہیں تجاویز کو اگلے سال تک بھی جاری رکھنے کی ہدایت کی۔بعد ازاں سال 2022-2023ء کے بجٹ کی تفصیلات شاملین شوریٰ کو فراہم کی گئیں جس پر تفصیلی بحث ہوئی۔

امسال شوریٰ کا ایک اہم مقصد سال 2022 تا 2025 مالی سال کے لئے انتخابات برائے نیشنل مجلس عاملہ کروانا بھی تھا۔چنانچہ بجٹ

کاروائی کے بعد انتخابات کی کاروائی کا آغاز کیا گیا صدارت مکرم امیر جماعت آئیوری کوسٹ نے کی یہ سلسلہ اگلے دن تک جاری رہا۔انتخابات کی کاروائی کے بعد امیر ومشنری انچارج صاحب آئیوری کوسٹ نے اختتامی تقریر کی جس میں تجاویز شوریٰ پر عمل درآمد کے لئے شاملین کو ہدایات دیں۔اختتام سے قبل مدرسہ الحفظ گھانا سے 2 حفاظ کرام نیز معلم کلاس گھانا سے پاس ہونے والے ایک معلم سلسلہ کو مکرم امیر صاحب نے اسناد پیش کیں جو کہ کورونا وباء کے باعث پہلے نہ دی جا سکی تھیں۔بعد ازاں دعا کے ساتھ کاروائی شوریٰ کا اختتام ہوا جس کے بعد نماز ظہر وعصر باجماعت ادا کی گئیں اور کھانے کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا لائیو خطاب برائے شوریٰ بھی ممبران شوریٰ نے سنا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہر لحاظ سے مجلس شوریٰ کو بابرکت کرے نیز اس شوریٰ کے احسن نتائج پیدا ہوں۔ممبران شوریٰ کو بھی اپنی ذمہ داریاں سمجھتے ہوئے خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

رپورٹ: ذیشان محمود۔ مربی سلسلہ سیرالیون

جامعۃ المبشرین سیرالیون کی نصابی اور غیر نصابی سرگرمیاں

برائے ماہ اپریل و مئی 2022ء

وقف عارضی کے پھل

اللہ تعالیٰ کے فضل سے طلباء جامعہ احمدیہ سیرالیون کو رمضان المبارک کے دوران اپنے اپنے ریجنز میں وقف عارضی کرنے کی توفیق عطا ہوئی۔ الحمدللہ علی ذالک۔ اس حوالے سے جامعہ احمدیہ کی پہلی تین کلاسز درجہ اولیٰ کے 18، درجہ ثانیہ کے 9 اور درجہ ثالثہ کے 12، کل 39 طلباء وقفِ عارضی پر تشریف لے گئے۔

طلباء مؤرخہ 31 مارچ 2022ء کو روانہ ہوئے اس وقفِ عارضی کا بنیادی مقصد رمضان المبارک کے دوران مساجد میں عبادات اور خصوصاً نمازِ تراویح کا قیام تھا۔ دوران وقف عارضی طلباء نے مساجد میں پنجوقتہ نمازوں کے ساتھ ساتھ، نماز تہجد و تراویح، تلاوت قرآن پاک، دروس القرآن، دروس الحدیث، قرآن کلاسز، دینی معلومات کلاسز اور خدام کلاسز کا انعقاد کیا۔ نیز احمدی احباب سے بھی انفرادی رابطے کئے اور انہیں مسجد سے جوڑا۔ مجالس سوال و جواب اور جلسہ ہائے سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اہتمام کیا۔ خطبہ جمعہ حضور انور کے لئے احمدیہ مسلم ریڈیو سے احباب کو منسلک کیا۔ نیز حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں دعائیہ خطوط لکھوائے۔ دوسری جانب تبلیغی و تربیتی دورہ جات کئے جن میں غیر از جماعت افراد سے رابطے کئے انہیں پیغام حق پہنچایا اور بیعتیں کروانے کی توفیق بھی عطا ہوئی۔ مؤرخہ 2 مئی 2022ء کو نماز عید ادا کی گئی۔ اور مؤرخہ 7 مئی 2022ء کو طلبا واپس جامعہ احمدیہ میں حاضر ہو گئے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے فضل سے ان مساعی کے بہترین اور بابرکت نتائج نکالے۔ آمین یارب العالمین۔

پروگرام مجلس ارشاد

تقریب بسلسلہ یوم آزادی سیرالیون

17 اپریل 1961ء کو سیرالیون نے برطانوی حکومت سے آزادی حاصل کر کے خود مختار ریاست کی حیثیت حاصل کی۔ اس سلسلہ میں ملک بھر میں قومی و نجی تقریبات کا اہتمام کیا جاتا ہے۔

مؤرخہ 17 اپریل 2022ء کو جامعہ ہال میں مکرم مبارک احمد گھمن صاحب پرنسپل جامعۃ المبشرین سیرالیون کی زیر صدارت تقریب منعقد ہوئی۔ پروگرام کے آغاز میں عزیزم محمد بیرو کمارا (طالب علم درجہ رابعہ) نے تلاوت قرآن کریم سے کیا۔ پھر عزیزم بشیرالدین کمارا (درجہ رابعہ) نے قصیدہ ''یَا عَیْنَ فَیْضِ اللّٰہِ'' مترنم آواز میں پیش کیا۔ اس کے بعد تمام شاملین تقریب نے کھڑے ہو کر قومی ترانہ پڑھا۔

اس پروگرام میں دو تقاریر ہوئیں، مکرم مولوی سلیمان کمارا

صاحب (استاد جامعہ) نے ''جماعت احمدیہ کی سیرالیون میں خدمات'' اور مکرم حمید علی بنگورا صاحب (استاد جامعہ) نے ''حُبُّ الْوَطَنِ مِنَ الْاِیْمَانِ'' کے موضوع پر روشنی ڈالی۔

مکرم مہمانِ خصوصی صدر مجلس صاحب نے اس دن کے مناسبت سے طلباء کو ایک احمدی اور ایک مبلغ احمدیت ہونے کے لحاظ سے ملک و جماعت کا مفید وجود بننے کے حوالہ سے نصائح کیں۔ اور طلباء کے سوالات کے جوابات دیئے۔

اور دعا کے ساتھ یہ جلسہ اختتام کو پہنچا۔ طلباء جامعہ رمضان المبارک میں وقفِ عارضی کے لئے اپنی اپنے ریجنز میں گئے ہوئے تھے اس لئے اس پروگرام میں صرف آخری سال کے طلبہ اور سٹاف جامعہ واساتذہ کرام نے شرکت کی۔

سیمینار قرآن کریم

مؤرخہ 22 مئی 2022ء کو جامعہ ہال میں مکرم مبارک احمد گھمن صاحب پرنسپل جامعۃ المبشرین سیرالیون کی زیر صدارت قرآن کریم سیمینار منعقد کیا گیا۔

پروگرام کا آغاز عزیزم مصطفیٰ ایم بینڈو (درجہ رابعہ) نے تلاوت قرآن کریم سے کیا۔ پھر عزیزم علی بی کانو نے نظم ''قرآن سب سے اچھا'' (درجہ رابعہ) مترنم آواز میں پیش کی۔

اس پروگرام میں تین تقاریر ہوئیں، عزیزم بشیرالدین کمارا (درجہ رابعہ) نے ''حضرت مسیح موعودؑ کا عشق قرآن''، مکرم مولوی حافظ اسد اللہ صاحب (استاد مدرستہ الحفظ) نے ''تلاوت قرآنِ کریم کی اہمیت'' اور محترم پرنسپل صاحب نے ''قرآن کریم کا مقام و مرتبہ'' کے موضوع پر روشنی ڈالی۔

پروگرام کے آخر میں اسی مناسبت سے سوال و جواب ہوئے۔

اور دعا کے ساتھ یہ جلسہ اختتام کو پہنچا۔ اس پروگرام میں جامعہ احمدیہ سیرالیون اور مدرستہ الحفظ کے تمام طلباء واساتذہ کرام نے شرکت کی۔

جلسہ یوم خلافت

مؤرخہ 29 مئی 2022ء کو جامعہ ہال میں جلسہ یوم خلافت منعقد کیا گیا جس کے مہمانِ خصوصی مکرم عقیل احمد صاحب (ریجنل مبلغ بو) قائم

مقام مبلغ انچارج سیرالیون تھے۔ پروگرام کا آغاز عزیزم محمد بی کروما (درجہ رابعہ) نے تلاوت قرآن کریم سے کیا۔ پھر عزیزم علی بی کانو نے نظم ''خلیفہ کے ہم ہیں'' مترنم آواز میں پیش کی۔ اس کے بعد محترم مہمانِ خصوصی صاحب نے ''عہد خلافت'' دہرایا۔

اس پروگرام میں تین تقاریر ہوئیں، عزیزم محمد بیرو کمارا (درجہ رابعہ) نے ''خلافت کی اہمیت''، مکرم مولوی مورلائی فورنہ صاحب (استاد جامعہ) نے ''خلافتِ احمدیہ کی مختصر تاریخ''، اور محترم پرنسپل صاحب نے ''خلافت کی برکات اور ہماری ذمہ داریاں'' کے موضوع پر روشنی ڈالی۔

تقاریر کے دوران مدرستہ الحفظ کے طلباء نے نظم ''خلیفہ دل ہمارا ہے'' خوبصورت انداز میں پیش کی اور عزیزم علی بلا (درجہ ثانیہ) نے ترجمہ پیش کیا۔ پروگرام کے آخر میں اسی مناسبت سے سوال و جواب ہوئے۔ مکرم مہمانِ خصوصی صاحب نے طلباء کو اطاعتِ خلافت سے متعلق نصائح کیں۔

اور دعا کے ساتھ یہ جلسہ اختتام کو پہنچا۔ اس پروگرام میں جامعہ احمدیہ سیرالیون اور مدرستہ الحفظ کے تمام طلباء واساتذہ کرام نے شرکت کی۔

مقابلہ جات مجلس علمی

مجلس علمی جامعہ احمدیہ سیرالیون کے زیرِ انتظام ماہِ مئی کے دوران جامعہ کی مسجد میں بعد نمازِ عصر تقریر انگریزی اور گروپ وائز مقابلہ کوئز خلافت منعقد کئے گئے۔ طلباء جامعہ کو تین گروپس نور، محمود اور ناصر میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ان مقابلہ جات میں اساتذہ جامعہ نے فرائض منصفی بھی سر انجام دیئے۔

مقابلہ تقریر انگریزی

مؤرخہ 09 مارچ 2022ء کو مقابلہ معلومات عامہ منعقد کیا گیا۔ اس مقابلہ کے لئے مولوی حمید بنگورا صاحب، مولوی اثار احمد صاحب، مولوی مورلائی صاحب اور مولوی نعیم گوہر صاحب (نگران مجلس علمی) نے فرائض منصفی سر انجام دیئے۔

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION | Download on the App Store | ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

ادارہ کا مضمون نویسوں، تبصرہ و مراسلہ نگاروں کے خیالات اور آراء سے متفق ہونا ضروری نہیں

امسال مقابلہ کے لئے درج ذیل عناوین رکھے گئے تھے۔

- Importance of the Holy Quran
- The Perfect Example of Holy Prophet ﷺ
- The Truthfulness of the Promised Massiah[as]

دو طلبا محمود گروپ کے عزیزم جبریل سیسے اور ناصر گروپ کے عزیزم مورلائی اے کمارا پہلی پوزیشن کے حقدار قرار پائے۔جبکہ نور گروپ سے عزیزم ابراہیم کروما نے دوسری اور عزیزم مرتضیٰ ایم بینڈو نے پوزیشن حاصل کی۔

مقابلہ خلافت کوئز

مؤرخہ 25 مئی 2022ء کو مقابلہ خلافت کوئز منعقد کیا گیا جس کے مہمانِ خصوصی محترم مولوی عقیل احمد صاحب (مبلغ بو ریجن) قائم مقام مشنری انچارج سیرالیون تھے۔ تلاوت کے بعد مولوی حمید علی بنگورا صاحب نے مقابلہ کے قواعد بیان کئے۔جن کے ساتھ مولوی حمید علی بنگورا صاحب، مولوی اثمار احمد صاحب اور مولوی مورلائی صاحب نے اس مقابلہ کے لئے فرائض منصفی سرانجام دیئے۔

مقابلے کا نصاب کتاب ریلیجئس نالج میں سے حصہ خلفائے احمدیہ مقرر کیا گیا تھا۔ مقابلہ میں ہرسہ گروپس سے پانچ پانچ طلبا کی ٹیموں نے حصہ لیا۔ پہلے راؤنڈ میں پانچ پانچ سوالات اور دوسرے راؤنڈ میں تین تین سوالات اور فائنل راؤنڈ میں دو دو سوالات پوچھے گئے۔ پہلی پوزیشن ناصر گروپ،دوسری نور گروپ اور تیسری پوزیشن محمود گروپ کی ٹیم نے حاصل کی۔

پروگرام کے آخر میں محترم مہمان خصوصی نے مختصر خطاب میں نصائح کیں۔ اور دعا سے یہ مقابلہ اختتام پذیر ہوا۔

دعا کا تحفہ

تکبیرات عیدین

حضرت عبد اللہؓ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذوالحجہ کے پہلے دس دنوں (العشر الاوائل من ذی الحجۃ) میں کثرت سے تکبیر یعنی اَللّٰہُ اَکۡبَرُ تحمید یعنی اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ اور لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھنے کی تلقین فرماتے تھے۔ (مسند احمد بن حنبل جلد 2 صفحہ 75 مطبوعہ بیروت)

حضرت عبد اللہؓ بن مسعود مسنون تکبیرات اس طرح پڑھا کرتے تھے: اَللّٰہُ اَکۡبَرُ اَللّٰہُ اَکۡبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکۡبَرُ اَللّٰہُ اَکۡبَرُ وَلِلّٰہِ الۡحَمۡدُ

(مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الصلوٰۃ)

ترجمہ:-اللہ سب سے بڑا ہے اللہ سب سے بڑا ہے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ سب سے بڑا ہے اللہ سب سے بڑا ہے اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے۔

حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ، حضرت ابن عباسؓ 9 ذوالحجہ کی صبح سے ایام تشریق کے آخری دن یعنی 13 ذوالحجہ کی عصر تک یہ تکبیرات پڑھتے تھے۔

(مستدرک حاکم جلد 1 صفحہ 299 مطبوعہ بیروت)

حضرت ابن عمرؓ کی روایت کے مطابق رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عید الفطر میں بھی گھر سے نکلنے سے لے کر عید گاہ تک یہ تکبیرات دہراتے تھے۔

(مستدرک حاکم جلد 1 صفحہ 298 بیروت)

(مناجات رسول از خزینۃ الدعا مرتبہ علامہ ایچ ایم طارق صفحہ 94 ایڈیشن 2014ء)

مرسلہ: عائشہ چوہدری۔ جرمنی

فقہی کارنر

اسلام نے متعہ کو رواج نہیں دیا

عیسائیوں کے اعتراضات کا جواب دیتے ہوئے (حضرت مسیح موعودؑ نے) فرمایا:

نادان عیسائیوں کو معلوم نہیں کہ اسلام نے متعہ کو رواج نہیں دیا بلکہ جہاں تک ممکن تھا اس کو دنیا میں سے گھٹایا۔ اسلام سے پہلے نہ صرف عرب میں بلکہ دنیا کی اکثر قوموں میں متعہ کی رسم تھی یعنی یہ ایک وقت خاص تک نکاح کرنا پھر طلاق دے دینا اور اس رسم کے پھیلانے والے اسباب میں سے ایک یہ بھی سبب تھا کہ جو لوگ لشکروں میں منسلک ہو کر دوسرے ملکوں میں جاتے تھے یا بطریق تجارت ایک مدت تک دوسرے ملک میں رہتے تھے۔ ان کو مؤقت نکاح یعنی متعہ کی ضرورت پڑتی تھی اور کبھی یہ بھی باعث ہوتا کہ غیر ملک کی عورتیں پہلے سے بتلا دیتی تھیں کہ وہ ساتھ جانے پر راضی نہیں اس لئے اسی نیت سے نکاح ہوتا تھا کہ فلاں تاریخ طلاق دی جائے گی۔ پس یہ سچ ہے کہ ایک دفعہ یا دو دفعہ اس قدیم رسم پر بعض مسلمانوں نے بھی عمل کیا۔ مگر وحی اور الہام سے نہیں بلکہ جو قوم میں پرانی رسم تھی معمولی طور پر عمل ہو گیا لیکن متعہ میں بجز اس کے اور کوئی بات نہیں کہ وہ ایک تاریخ مقرر تک نکاح ہوتا ہے اور وحی الٰہی نے آخر اس کو حرام کر دیا۔

(نور القرآن 2، روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 450)

(داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)

ایک سبق آموز بات

ایک افریقی کہاوت ہے کہ ’’کتنا بھی خوبصورت اور مزین تابوت نظر آتا ہو۔ لیکن وہ کسی میں مرنے کی خواہش پیدا نہیں کرسکتا۔‘‘

کہا جاتا ہے کہ یہ ایک پرانی افریقی کہاوت ہے گو افریقی لوگوں میں تابوت کا استعمال عام نہیں۔ شاید اسی وجہ سے اس کہاوت نے جنم لیا ہوگا۔ کیوں کہ جیسا بھی خوبصورت تابوت ہو وہ کسی انسان میں بھی موت کی خواہش نہیں پیدا کرتا۔ یعنی ہر چمکتی چیز سونا نہیں ہوتی۔ یہ کہاوت ہمیں عبث خواہشات کے پیچھے بھاگنے سے رکنے کا کہتی ہے۔ بظاہر خوبصورت نظر آنے والی چیزیں نظروں کو شاید بھلی معلوم ہوں لیکن شاید وہ کسی کھائی میں کھینچنے کا عندیہ دے رہی ہوں۔

ذیشان محمود۔ سیرالیون

2 جولائی 2022ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		04:15	19:07
مدینہ منورہ	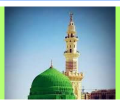	04:06	19:15
قادیان		03:47	19:38
ربوہ		03:28	19:18
اسلام آباد ٹلفورڈ	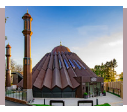	03:23	21:21